Madaarimedia.Com

صوفی ازم اور علم وادب کا بے باک ترجمان
RAHBARE NOOR
QUARTERLY URDU

अंक 18
شمارہ ۱۸
वर्ष 05
جلد نمبر ۵

سہ ماہی رہبر نور مکنپور شریف

حضور امیر الاولیاء نمبر

سلسلہ اشاعت کا پانچواں سال

Rs.60/-

July, Aug, Sep. - 2024 // محرم الحرام صفر المظفر ربیع الاوّل ۱۴۴۶ھ

فتنۂ قادیانیت ناسور امت

حضور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

حضور امیر الاولیاء ایک باکمال علمی وروحانی شخصیت

ہیں پنجتن کے وہی نونہال منظر علی

سیرت سیدنا ابوالوقار ایک اجمالی تبصرہ

منظر ابوالوقار سید محمد منظر علی مداری رضی اللہ عنہ ایک مختصر تعارف

ابوالمشرب سید مقتدا حسین جعفری دار النور مکن پور شریف کانپور (انڈیا)

Www.MadaariMedia.Com

مداریہ کتب خانہ

واٹسپ گروپ

MADAARI MEDIA

دم مدار بیڑا پار

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جایئے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

بفیض روحانی۔ شہنشاہ ولایت سیّد بدیع الدّین احمد قطب المدار مدار العالمین رض

بیادگار الحاج ڈاکٹر سیّد مرتضیٰ حسین رہبرؔ والحاجہ سیّدہ نور النہار فاطمہ علیہما الرحمۃ والرضوان

سہ ماہی رہبر نور مکن پور شریف

محرم الحرام صفر المظفر ربیع الاوّل ۱۴۴۶ھ

July, Aug, Sep. 2024

QUARTERLY
RAHBARE NOOR
URDU

مجلس مشاورت

عزت مآب
مشائخ مکن پور شریف
و
جملہ علماء کرام
سلسلہ عالیہ
مداریہ

مجلس ادارت

چیف ایڈیٹر
ابوالمشرب سیّد مقتدا حسین جعفری

مینیجنگ ایڈیٹر
ڈاکٹر سیّد اقتدا حسین جعفری عامرؔ

ایڈیٹر
مفتی سیّد نثار حسین جعفری مداری

جوائنٹ ایڈیٹر
مولانا سیّد ازبر علی مداری

سرکلیشن مینیجر
سیّد شعب غازی مداری
و
سیّد قمر حسین جعفری

OWNER
PRINTER &
PUBLISHER
MUQTIDA HUSAIN
JAFRI
BY PRINTED -
INSHA PRINTERS
91/4 HIRA MAN
PURWA, KANPUR
&
PUBLISHED
FROM-VILL.
&
POST. MAKANPUR
KANPUR

स्वामी, प्रकाशक एवं मुद्रक- मुक़तिदा हुसैन जाफ़री ने इंशा प्रिन्टर्स 91/4- हीरामन पुरवा कानपुर से छपवाकर सम्पादक- मुक़तिदा हुसैन जाफ़री ने कार्यालय रहबरे नूर मकनपुर शरीफ़ कानपुर से जारी किया।

ALL DISPUTED MATER IN VALID KANPUR JURISDICTION

ایڈیٹر، پبلشر و پرنٹر مقتدا حسین جعفری نے انشاء پرنٹرس 91/4 ہیرامن کا پوروہ، کانپور سے چھپوا کر دفتر رہبر نور مکن پور شریف سے جاری کیا۔

رسالہ میں شائع ہونے والے مضامین آپ کی معلومات میں اضافہ کریں گے لیکن مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق رائے ہونا ضروری نہیں ہے

This PDF Download from Madaarimedia.Com

اس شمارے میں

نمبر شمار	مضامین	تحریر	صفحہ نمبر
1	اداریہ	چیف ایڈیٹر	3
2	حضور امیر الاولیاء کی بے مثال و باکمال شخصیت ایک تحقیقی جائزہ	محمد شفیق القادری حیدری حنفی	5
3	سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	محمد حبیب الرحمٰن علوی منظری المداری	13
4	حضور امیر الاولیاء ایک باکمال علمی و روحانی شخصیت	حضرت علامہ طفیل احمد مصباحی	22
5	فتنۂ قادیانیت ناسورِ امت	سید محمد اظہر علی جعفری وقاری المداری	32
6	مختصر تعارف حضور امیر الاولیاء عالم ربانی منظر ابوالوقار سید محمد منظر علی مداری قدس سرہ العزیز	سید عرفات علی مداری مکنپور شریف	43
7	مختصر تعارف دار العلوم اسلامیہ علویہ گلشن فاطمہ		56
8	ملفوظات حضور امیر الاولیاء	سید شاذ علی جعفری وقاری مداری	58
9	سیرت سیدنا ابوالوقار رضی اللہ عنہ ایک اجمالی تبصرہ	سید ازبر علی حسنی حسینی جعفری شکوہی مداری	60
10	ایک دریافت تو ایک ازالہ	ہاشم بدیعی مصباحی	63

This PDF Download from Madaarimedia.Com

اداریہ

جمال صبح غلط ہے، نہ حسن شام غلط
نہ ہو نگاہ تو لگتا ہے ہر نظام غلط

موبائل ایپس پر منافقانہ سازشوں کی ایک ایسی ہوا چل پڑی ہے جس نے قوم وملت کے خوشگوار دستور حیات، ایمان اور اسلام کے جذبۂ حرارت اور دین کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ نہ جانے کتنے لوگ اپنی جہل آمیز علمی صلاحیتوں کو دوسروں پر تھوپنے اور اپنے علم وکمال کا لوہا منوانے کے لئے ایسی ایسی جھوٹی کہانیوں اور روایتوں کا سہارا لیکر مباحثات کا بازار گرم رکھتے ہیں جن روایتوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے پوری امت مسلمہ ایمان وعقیدے کے تانے بانے میں الجھ کر رہ گئی ہے، دھیرے دھیرے پوری امت کی قوت ادراک اور فیصلے لینے کی صلاحیتیں زنگ آلود ہوتی جا رہی ہیں۔ وہ قوم جو کل تک ایک ایسی آگ تھی جس سے دوستوں کے گھر روشن اور دشمنوں کے خرمن تباہ ہو جایا کرتے تھے آج وہی قوم راکھ کا ایک ایسا ڈھیر بن کر رہ گئی جسکو منافقت کی تند وتیز ہوائیں جدھر چاہیں وہاں لے جائیں۔

میں اہل سنت والجماعت کے تمام ارباب علم و دانش کو اپنی گزارشات پیش کرتا ہوں کہ خدارا ایک ایسا ماحول بنائیں ایسے پیغامات کو قوم کے افراد تک پہنچائیں جن پیغامات سے پوری قوم میں اتحاد واتفاق، خلوص و محبت اور باہمی رواداریوں کا جذبہ قائم ہو سکے۔ طنز وطعن کے بجائے سچی اور حقیقی اسلامی تاریخی روایات کا فہم و ادراک اور شعور وآگہی کا سلیقہ پیدا ہو۔

اور یہ تب ممکن ہوگا جب ہم بزرگان دین کی تعلیمات اور اللہ کے ان برگزیدہ بندوں کے مقصد حیات کو قوم کے سامنے پیش کریں گے جن کے مخلصانہ پیغامات نے کفر وشرک، فسق وفجور اور لادینی کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ماحول کو ایمان وسچائی کی روشنی عطا کر دی تھی اور ایسا نظام زندگی سکھا دیا تھا کہ ہر شخص ایک دوسرے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار دکھائی دیتا تھا۔

''ادارہ رہبر نور'' اس شمارے میں ایک ایسے آل رسول ولی کامل کی پاکیزہ حیات پر مشتمل مضامین کو پیش کر رہا ہے جس نے عبادت وریاضت کے ساتھ غرباء ومساکین پرستی کا مثالی کردار ادا کیا تھا۔ اور سماج کی بے ترتیب زندگی کو مفلسی وناداری کے کام آنے کا جذبہ عطا کیا تھا۔

چیف ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادارہ رہبر نور کو
حضور امیر الاولیاء نمبر
کی دلی مبارکباد پیش ہے

وطن عزیز ہندستان کی مردم خیز سرزمین اتر پردیش کے ضلع سدھارتھنگر میں سلسلئہ عالیہ مداریہ، سلسلئہ عالیہ اشرفیہ اور منہاج القرآن انٹرنیشنل شاخ پنجاب انڈیا کی مشترکہ نگرانی وسربراہی میں چلنے والا 44 سالہ قدیم ادارہ جامعہ عزیزیہ اہلسنت ضیاء الاسلام جھہراؤں شریف ضلع سدھارتھنگر یوپی آپ حضرات کی دعاؤں اور خصوصی توجہات کا منتظر ہے۔

عرس حضور عالم ربانی امیر الاولیاء سرکار سید منظر علی میاں جعفری وقاری مداری قدس سرہ کے حسین موقعہ پر شائع ہونے والے سہ ماہی رہبر نور کے امیر الاولیاء نمبر کی خصوصی پیش کش پر ادارہ کے جملہ ارکان وممبران اساتذہ و ملازمین رہبر نور کی پوری انتظامیہ بالخصوص اس کے روح رواں ادیب مداریت علامہ ڈاکٹر سید مقتدیٰ حسین میاں قبلہ جعفری مداری دامت برکاتہم کی خدمت میں ہدیئہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

والسلام

محمد سراج قادری لدھیانوی

منہاج منی چینجر لدھیانہ پنجاب انڈیا

حضور امیر الاولیاء کی بے مثال وباکمال شخصیت
ایک تحقیقی جائزہ

بیان بھی ہوسکے گا تجھ سے حسن یار کا
عالم تو دیکھ اپنے دل بے قرار کا

خطیب اہل بیت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شفیق القادری حیدری حنفی صاحب، بانی تحریک فروغِ مؤدت، ممبئ

یوں تو مدینۃ الاولیاء مکن پور شریف اپنے اندر سیکڑوں مہر تاباں سموئے ہوئے ہے، اس پاک سرزمین کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ سرکار قطب وحدت، شمس الافلاک، سید السادات سیدنا احمد بدیع الدین قطب المدار کے قدم رنجا ہونے سے اب تک کبھی اولیاء کاملین سے خالی نہیں رہی، ہر زمانے میں قطب ونجیب، ابدال ونقیب، قلندر ومجاذیب اس مقدس زمین سے میسر آتے رہے اور کائنات عالم کو مستفیض فرماتے رہے، جب جب عالم کو مسائل درپیش ہوئے، کفر وشرک نے سر اٹھایا، بدعات نے سنتوں کی جگہ لینے کی کوشش کی دکھ درد نے امت کو پریشان کیا تو لاچار وبے سہارا اور بے کس وبے بس امت نے للچائی ہوئی آنکھوں سے اور سہمے ہوئے لہجے میں مکن پور شریف کی طرف دیکھا اور اللہ نے اس سرزمین سے کسی مرد قلندر کو ظاہر فرمایا جس نے اپنی علمی جلالت، اور ادبی فقاہت کے زور سے کفر وشرک کے ہالے کو توڑا، تبلیغ دین متین سے بدعات کا قلعہ قمع کیا، اصلاح اعمال وافکار کے ذریعہ امت کے دکھ درد اور رنج وغم کو دور فرمایا، صرف دین اسلام کے لیئے ہی نہیں بلکہ دنیاوی مسائل ومعاملات میں بھی امت دعوت واجابت کی رہبری وراہنمائی کی اور حق قیادت ادا فرمایا۔

تاریخ شاہد ہے جب برطانوی سامراج نے ہندوستان کی پاک سرزمین پر اپنے ظالم وجابر نظام کو قائم کرنے کی کوشش کی ہر طرف ظلم وبربریت کا زور ہوا، ہر چہار جانب سے مظلوموں کی آہ وبکا نے زور پکڑا تو اسی

مقدس زمین مکن پور نے ہندوستان کو ایک عظیم سپوت عطا فرمایا جسے دنیا "مجنوں شاہ ملنگ مداری" اولین فریڈم فائیٹر کے نام سے جانتی ہے، جنہوں نے بلند حوصلے اور عزم واستقلال کا مظاہرہ فرمایا اور برطانوی حکومت کو ناکوں چنے چبوائے، اسی سرزمین مکنپور نے ملک ہندوستان کو سینکڑوں فرزندان وطن فراہم کئے جنہوں نے آزاد ہندوستان کا خواب دکھایا اور اپنے آپ کو ہندوستان کی آزادی کے لیئے سولی پر پیش کیا، اور ملک کے آزادی کے خاطر شہید ہوئے، اس پاک سرزمین نے عالم اسلام کو سینکڑوں مفسرین، محدثین، فقہاء، مدبرین، مفکرین، شعراء، علماء، اولیاء اللہ اور صالحین عطا کئے جنہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کا لوہا منوایا اور سلطنت علم پر نہ مٹنے والے نقوش چھوڑے۔

سرزمین مکنپور شریف ہر زمانے میں علمی آماجگاہ رہی اور مخلوق خدا کے لئے روحانی شفا خانہ، الحاصل مکنپور سے ہر زمانے میں دینی امامت اور سیاسی قیادت کے فرائض انجام دیئے گئے۔

اسی پاک اور مقدس زمین مکنپور میں ایک نہایت علمی وروحانی گھرانہ حضور ابوالوقار قطب عالم سید کلب علی علیہ الرحمۃ والرضوان کا ہے، سیدنا ابوالوقار، قطب عالم، علم شریعت وطریقت، حقیقت ومعرفت کے بحر بیکراں تھے، آپ کی ولایت کا چرچا ہر چہار جانب گونجتا ہے، آپ سرکار قطب المدار کے برادر حقیقی قاضی سید محمود الدین حلبی رضی اللہ تعالی عنہ کی نسل میں حضور سیدنا خواجہ عبداللہ کے منجھلے صاحبزادے سیدنا ابوتراب فنصور کی اولاد سے ہیں، علم ظاہر وباطن سے مرصع ومرقع، عبادات وریاضات میں اپنی مثال آپ تھے، نمازوں کی پابندی پر عالمگیری مسجد کے درودیوار اور نوافل کی کثرت پر حجرہ وقاریہ گواہ ہیں کہ فجر میں داخل مسجد ہوئے تو چاشت واشراق ادا کرکے ہی فارغ ہوئے، ذکر پاس انفاس، ذکر جلی، ذکر خفی، شغل قمری، شغل فاقتہ، شغل تصورات اور حبس دم تاحیات آپ کے معمولات میں شامل رہے، سنت رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پابند ایسے کہ فرماتے سنتوں کا تارک مسند رشد وہدایت کے قابل نہیں وہ کبھی مرشد نہیں ہوسکتا، پیر وہی ہے جو قرآن وسنت کا سختی سے پابند ہو۔ اللہ عزوجل نے حضور قطب عالم، ابوالوقار سیدنا کلب علی رضی المولی عنہ کو ۱۱/ صاحبزادے اور ۵/ صاحبزادیاں عطا فرمایا۔ آپ نے پہلا نکاح فرمایا ایک اولاد کی ولادت کے بعد آپکی پہلی زوجہ نے داغ مفارقت دے دیا دوبارہ نکاح فرمایا جن سے ۷/ اولادیں ہوئیں پھر رضائے الہی سے آپ کی دوسری زوجہ کا بھی انتقال ہو گیا بعدہ حضور قطب عالم نے نکاح نہ کرنے کا ارادہ کرلیا کہ ایک شب سرکار قطب وحدت

سیدنا احمد بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ نے خواب میں حکم فرمایا کہ اے کلب علی تم شادی کرو! حکم کی تکمیل بجالاتے ہوئے آپ نے تیسرا نکاح ۱۹۵۰ء میں فرمایا جن سے اللہ نے ۸/ اولادیں عطا کیں۔ ۱۲/ نومبر ۱۹۵۴ء بروز جمعہ پہلے صاحبزادے، چشم وچراغ خاندان مدار، گل گلشن قطب عالم، زبدۃ العارفین، عمدۃ الواصلین حضور امیر الاولیاء، ابوالاظہر سید منظر علی وقاری المداری قدس سرہ العزیز ہیں، اللہ کا کرم روز اول سے ساون بھادوں کی طرح رم جھم برستا رہا کہ تربیت کے واسطے آستانہ قطب المدار کا، آغوش مادر شفیقہ سیدہ نزہت النساء جیسی خداترس خاتون کا اور تربیت کے لیئے حضور قطب عالم سرکار کلب علی رضی المولی عنہم کا سایۂ عاطفت میسر رہا۔

حضور امیر الاولیاء کی رسم بسم اللہ خوانی ۴/ سال ۴/ ماہ ۴/ دن کی عمر میں دارالنور مکن پور شریف میں کرائی گئی آپ کے والد بزرگوار حضور قطب عالم نے آپ کو سجا سنوار کر اپنے ہمراہ بارگاہ قطب المدار میں حاضر کیا، علماء وعمائدین مکنپور کی حاضری میں حکیم سید ظہیر الحق مداری نے رسم بسم اللہ خوانی کی تکمیل کروائی ہر وہ کلمات جو آپ کو اس ننھی عمر میں رسم بسم اللہ خوانی کے موقع پر پڑھائے گئے آپ نے با آسانی ان الفاظ کو باآواز بلند ادا فرمایا، اسی کے ساتھ آپ کا علمی سفر جاری ہوا، حضور امیر الاولیاء کی تعلیم کے ابتدائی مراحل مکنپور کے وقار العلوم عثمانیہ کے اساتذہ منشی سید کرامت حسین مداری، سید احمد الدین مداری، سید سرکار حسین خاور مداری، مولانا غلام حسین مداری، حافظ عبد الصمد مداری نے طے کرائے۔

سلوک کی تکمیل:

حضور امیر الاولیاء کے لئے سلوک کی پہلی منزل تو وہی تھی جب والد بزرگوار قطب عالم سید کلب علی رضی المولی عنہ کے آغوش میں تشریف لائے مزید یہ کہ والدہ محترمہ سیدہ نزہت النساء بنت سید محمد ولی حیدر جیسی خدارسیدہ خاتون کی گود میسر رہی، والدین کی نگاہ کرامت سے آپ کا سینہ تصوف وسلوک کا گنجینہ بن چکا تھا۔
ایک روز حضور امیر الاولیاء نے والد محترم سے عربی اور فارسی کی اعلی تعلیم کے لیئے بیرون مکنپور جانے کی خواہش کا اظہار فرمایا تو قطب عالم نے قریب بلاکر فرمایا تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں، "بیٹا تمہیں کون پڑھائیگا تمہیں تو مدار پاک پڑھائیں گے" یہ کہہ کر ایک کتاب لانے کو کہا اور پھر چند سطریں پڑھا کر حضور قطب عالم نے حضور امیر الاولیاء کو اپنے سینے سے لگا کر اپنی وہبی امانتوں کا امین بنا کر علم شریعت وطریقت، حقیقت ومعرفت کا

بحر بیکراں بنادیا۔

بیعت وخلافت:

رفتہ رفتہ دن گزرتے گئے، جب والد بزرگوار نے شب وروز کی عبادت و ریاضت، نمازوں کی پابندی، بالخصوص نوافل کی کثرت، خدا ترسی، مخلوق سے حسن سلوک، شب زندہ داری میں آپ کو مصروف پایا تو محسوس فرمالیا کہ آپ علم و تقوی میں کامل ہو چکے، اور مسند رشد وھدایت آپ کی منتظر ہے، لھذا ۱۹۷۲ء میں سلسلۂ عالیہ مداریہ میں بیعت فرمایا، اور سلسلہ کے تمام اوراد و وظائف اور اعمال و اشغال کی اجازت مرحمت فرما کر اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا، الحمد للہ وہ کیسا روح کو تازہ کر دینے والا منظر رہا ہو گا جب قطب عالم نے حضور امیر الاولیاء کو مسند رشد ہدایت پر بٹھایا ہو گا۔

خالق کائنات نے آپ کو ان وہبی امانتوں کی برکات سے مالامال فرمایا، مزید خداداد صلاحیتوں سے نوازا، علم و تقوی، تفکر و تدبر، حکمت و دانائی میں اپنی مثال آپ بن گئے، پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کو آن واحد میں حل فرمانے کا ملکہ آپ کی شخصیت میں بدرجۂ اتم موجود تھا۔ کئی دفعہ ایسے علمی نکات بیان فرماتے جہاں اہلیان علم کی رسائی مشکل ہوتی، ایک روز دارالنور مکن پور شریف میں اہل علم وعرفان کی محفل سجی تھی علامہ اقبال کے ایک شعر

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے،
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا،

کے معنی و مفہوم، تعبیرات و تشریحات پر گفتگو جاری تھی، سبھی اپنے ذوق علم کے مطابق اس شعر پر رائے پیش فرما رہے تھے کہ محفل میں موجود ایک ۱۷ ریا ۱۸ رسال کی کم عمر کا شہزادہ عرض گزار ہوا کہ اکابرین اگر اجازت عطا فرمائیں تو میں بھی کچھ عرض کر دوں؟ مسکراتے لبوں سے اہل مجلس نے اس شہزادے کو اجازت عطا فرمادی آپ باادب کھڑے ہوئے اور اس شعر کی تشریح میں حدیث رسول کی روشنی میں علم نباتات کی معاونت سے عشق رسول کا رنگ جو آپ نے پیش فرمایا وہ ایک عاشق صادق کا ہی حصہ تھا۔ مختصر یہ کہ آپ نے فرمایا کہ نرگس کا پھول جس میں خوشبو نہی پائی جاتی اور یہ پھول کوئی خاص کشش بھی نہیں رکھتا پھولوں سے دلچسپی رکھنے والا طبقہ اس پھول کو نظر انداز ہی کرتا ہے، بعض لوگ نرگس کو آنکھ سے بھی تشبیہ دیتے ہیں، مگر کوئی آنکھ

اس کے کمال کو پہچان نہ سکی، مگر نگاہ نبوت نے جب اس پھول پر کرم فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ نرگس کا پھول سونگھیں اگرچہ ہفتہ میں ایک دن، اس عمل کی برکت سے تین قسم کے امراض سے حفاظت ہے، جنون، جذام، نسیان۔

اس عارفانہ وعاشقانہ تشریح کوسن کر مکنپور کے استاذ شعراء بھی یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ میاں اس شعر کی جو محد ثانہ وعارفانہ تشریح آپ نے فرمائی وہ علامہ اقبال نے بھی نہیں سوچا ہوگا۔

عبادات وریاضات:

حضور امیر الاولیاء کی پرورش آپ کے والد قطب عالم حضور کلب علی رضی المولی عنہ نے فرمائی، ہر لحظہ و ہر آن آپ کی زیر تربیت رہے، قطب عالم کی صبح وشام آپ کے سامنے تھیں۔ علامہ اقبال کا بڑا مشہور شعر ہے:

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابل میراث پدر کیونکر ہو

صوم صلوۃ کی پابندی، سنتوں کی نگہداشت، نوافل کی کثرت، اشراق وچاشت، اوابین کے اہتمام نے آپ کی شخصیت میں چار چاند لگادیئے تھے، ایسے تو ہر ولی اور صوفی میں مذکورہ بالا خصائص موجود ہوتے ہیں کوئی صوفی اس وقت تک حقیقی صوفی ہو ہی نہیں سکتا جب تک فرائض وواجبات کا پابند نہ ہو، اور کوئی شخص اسوقت تک ولایت کی منزل پا ہی نہیں سکتا جب تک سنت رسول کریم کا پابند اور نوافل پر کاربند نہ ہو جائے، حضور امیر الاولیاء کا کمال یہ تھا کہ آپ حالت سفر میں بھی نمازوں کا بہت اہتمام فرماتے تھے، اگر بس سے سفر کرنا ہو تو ڈرائیور کو سفر سے قبل ہی اس بات پر راضی کر لیتے کہ نماز کے وقت بس روک دی جائے اور نماز ادا کرنے کا موقع دیا جائے اگر بس ڈرائیور اس بات پر رضامند ہو جاتا تو ہی آپ سفر فرماتے وگرنہ اس بس سے سفر کا ارادہ ترک فرمادیتے، اور اسی بس میں سواری فرماتے جس کا ڈرائیور آپ کی نماز پر بس روک دینے کی شرط کو منظور کرتا، ایک دفعہ جب آپ پڑوسی ملک پاکستان کے دورے پر تھے آپ کو رحیم یار خان سے لاہور کی جانب سفر کرنا تھا آپ نے بس ڈرائیور سے نماز کے وقت پر بس روکنے کی گزارش کی وہ نہ مانا تو آپ نے اس بس پر سفر نہ فرمایا اور دوسری بس کا انتظار کیا جب دوسری بس کے ڈرائیور نے آپ کی استدعا پر نماز کے وقت بخوشی بس کو روکنے کا وعدہ کیا تو آپ نے اس بس پر سفر کیا جب بس آگے چلی تو معلوم ہوا کہ اس سے قبل والی بس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔

حضور امیر الاولیاء جاذب نظر شخصیت کے مالک تھے، لمبا قد، اکہرا جسم، چوڑے شانے، وجیہ چہرا، کتابی رخسار، لمبی ناک، جھکی نگاہیں، نورانی چوڑی پیشانی، شب زندہ دار آنکھیں، لبوں پر مسکراہٹ، دل ذکر الٰہی میں مصروف، زبان تسبیح کی چاشنی میں ڈوبی ہوئی، دور سے ہی معلوم ہوتا کہ یہ وہ مرد قلندر ہے تصوف جن کی زبان پر ہی نہیں بلکہ سیرت و کردار میں سرایت کر چکا ہے، اور اپنی رعنائیوں سے ایک عالم کو مستفیض کر رہا ہے۔

آپ کی شخصیت میں خدا وحدہ لاشریک نے وہ کمال عطا فرمایا کہ جس محفل میں تشریف فرما ہوتے سینکڑوں کی بھیڑ میں یگانہ نظر آتے، لہجہ اس قدر بلند کہ مجمع ہمہ تن گوش ہو کر الفاظ کے موتی اور پند و نصیحت کے گلِ تر اپنے دامن میں سمیٹنے میں مصروف ہو جاتا۔

اخلاق:

حضور امیر الاولیاء بہترین اخلاق کا بے مثال نمونہ تھے۔ اور کیوں نہ ہوتے انہوں نے اپنے نانا جان رسول کائنات، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق عظیم سے حصہ پایا تھا، آپ کی ہر ہر ادا اخلاق مصطفوی کے آئینہ میں ڈھلی تھی، غریبوں اور حاجت مندوں پر لہجہ شفیق، مظلوموں ناداروں کے لیئے بخشش کا سمندر، کمزوروں کی دلجوئی، طبیعت میں صبر واستقلال، کمال عجز وانکساری، سخاوت وعطا، سب سے خندہ پیشانی سے پیش آنا آپ کی سیرت کے اہم پہلو ہیں۔ بالخصوص والدین سے حسن سلوک آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ صبح وشام والد کریم کی خدمت کے مواقع تلاش کرنا، آدھی رات کو بھی ہلکے سے کھٹکے پر دوڑتے ہوئے والدہ کی خبر گیری کرنا، والدین کی خوشی میں خوش ہونا اور ان کے غم کو اپنا غم سمجھنا یہ آپ کا امتیازی وصف تھا۔

سخاوت وعطا:

بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، غرباء پروری، سائل نوازی آپ کی عادت مبارکہ میں شامل تھی۔ آپ کی محفل میں بیٹھنے والا کبھی محروم نہیں رہتا، شفقت و محبت کا یہ عالم تھا کہ محفل میں موجود ہر شخص کو لگتا کہ ہم حضرت کے سب سے قریب ہیں۔ مساکین کے مسیحا کہلاتے، محلہ کی جس گلی سے گزر جاتے غریبوں کی عید ہو جاتی، ایک ہاتھ سے راہ خدا میں صدقہ فرماتے تو دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہوتی، لینے والا ہی جانتا کہ سرکار مدار نے اپنے اس لال سے کتنا دلوایا، بعض دفعہ تو جو کچھ پاس میں ہوتا سارا کا سارا ضرورت مند کو عطا فرما دیتے اپنے لئے کچھ بھی نہ بچاتے، یہ وصف آپ کو آپ کے جد کریم مولی علی سے عطا ہوا تھا، مہمان کو اللہ کی رحمت جانتے اور اس

بات پر یقین کامل رکھتے کہ مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے، کئی دفعہ مہمانوں کی آمد پر حال یہ ہوتا کہ گھر میں کچھ بھی موجود نہیں تو آپ دکاندار سے ادھار لا کر مہمان نوازی کا حق ادا فرماتے، آپ کے اسی خلوص کا یہ انعام بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا کہ ایک دفعہ گرسہائے گنج قنوج سے نور محمد صاحب تشریف لائے حضور امیر الاولیاء کھانا لینے کے لئے گھر آئے تو گھر میں کچھ بھی نہیں تھا آپ فوراً ایک غیر مسلم دکاندار کے پاس تشریف لے گئے اور اشیائے خوردنی ادھار لائے اور کھانا تیار کروایا اس میں اتنی دیر ہوگئی کہ نور محمد صاحب اپنے گھر لوٹ گئے حضور امیر الاولیاء کو بہت افسوس ہوا یہاں نور محمد صاحب سوئے قسمت کا ستارہ بیدار ہوا خود تاجدار کائنات رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا نور محمد میر الال کھانا لے کر آیا اور تم بغیر بتائے ہوئے چلے آئے! آنکھ کھلی تو پورا گھر خوشبوؤں سے معطر تھا نور محمد فوراً مکنپور حاضر ہوئے اور حضور امیر الاولیاء کے قدموں میں آکر معذرت خواہ ہوئے اور سارا خواب عرض کیا، جسے سن کر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، جب جب آپ یہ واقعہ بیان فرماتے آپ پر رقت طاری ہو جاتی اور حالت غیر ہو جاتی۔ ہم اس دستر خوان کے لقموں پر اور صاحب دستر خوان کے اخلاص پر کیوں نہ قربان ہو جائیں جس کے طفیل اللہ نے نور محمد صاحب کو اپنے حبیب کی زیارت کروادیا۔ کمال یہ ہے کہ آپ کی سخاوت وعطا حیات و ممات میں یکساں ہے۔

تری خوبیاں بے شمار:

حضور امیر الاولیاء رضی اللہ تعالی عنہ اسلاف کے کمالات کا آئینہ تھے، خوبیوں کے پیکر اتم تھے، جس میں اعلی کردار، بلند اطوار کی موجیں رواں تھیں۔ چند وہ خصائص و ممیزات جو آپ کی سیرت کے مطالعہ سے عیاں ہوتی ہیں۔

- ممکنہ طور پر التزام ظاہر شریعت
- قرآن وحدیث پر حتی الامکان عمل
- ریاضت نفس
- علوم دینیہ میں اشتغال
- امیر وغریب، ہر خرد وکلاں سے خندہ رو رہنا
- ہر انسان کی حاجت بر آری
- مہمان نوازی کا جذبہ
- مساکین پر رحم، سخاوت، ایثار، وعطا
- بخل، لغویات، فضولیات سے بچنا
- ہر کام میں عدل قائم رکھنا
- خدا کے واسطے محبت خدا کے واسطے عداوت
- نرم خو ونرم گو رہنا

- فنافی الشیخ
- اہل سلسلہ کی خیر خواہی
- سلسلہ کی ترویج واشاعت میں مخلص
- عدو سلسلہ کے لیئے شمشیر برہنہ
- ذات سرکار مدار پاک میں فنائیت
- صاحب تصانیف

حضور امیر الاولیاء علم دوست اور علماء نواز شخصیت تھے آپ نے دین متین کی تبلیغ اور سلسلۂ عالیہ مداریہ کی ترویج کے لیئے ملک و بیرون ملک کئی اسفار فرمائے، جس علاقہ، شہر، قصبہ یا قریہ سے گزرے وہاں دبستان اسلام میں بہار نو آگئی، سینکڑوں افراد نے کفر کی اندھیری وادیوں سے نکل کر راہ ھدایت کو پایا اور کلمہ پڑھ کر اسلام کے مضبوط قلعہ میں پناہ لی، کئی شریعت بے زار شریعت پر عمل پیرا ہوئے، بے نمازیوں نے نماز کی پابندی کا عہد کرلیا، ویران مساجد آباد ہوگئیں، شرابیوں نے شراب نوشی سے توبہ کی، کئی مقامات پر خانقاہ مداریہ کی بنیاد رکھی، رشد وھدایت کے لیئے خلفاء کی ڈیوٹیاں لگائیں، جہاں مساجد کی ضرورت تھی نئی مساجد کی بنیاد رکھی، مکاتیب کا اجراء فرمایا اور نونہالان اسلام کے لیئے تعلیم و تربیت کا اہتمام فرمایا۔

حضور امیر الاولیاء کی حیات کے مطالعہ کے بعد میر انیس ایک شعر حاشیہ ذہن پر گردش کرنے لگتا ہے۔

سدا ہے فکر ترقی بلند بینوں کو ہم آسمان سے لائے ہیں ان زمینوں کو

حضور امیر الاولیاء کے احوال و آثار پر عدیم الفرصتی کے سبب عجلت میں یہ چند سطور لکھ کر اپنی عقیدتوں کا نذرانہ پیش رہا ہوں مگر دل مطمئن نہیں ہے، ان کی سیرت کے بہت سے پہلو ابھی تشنہ ہیں جن پر اہل قلم کو کام کرنے کی ضرورت ہے، حضور امیر الاولیاء خانوادۂ مداریہ کی ہی نہیں عالم اسلام کی وہ عبقری شخصیت تھے جو اپنے معاصرین میں ممتاز و محبوب تھے۔ ان کی شناخت کے واضح نشانات میں توکل، استغناء، علم و عمل، شریعت وطریقت، کا امتزاج اور وہ سادگی تھی جس پر ہزاروں رنگینیاں قربان۔ مولی تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں افراد خانہ اور متوسلین حضور امیر الاولیاء کو آپ کی سیرت طیبہ سے فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ الحبیب الکریم علیہ و آلہ الصلوۃ والسلام

یکے از گدائے در رسول وبتول
محمد شفیق القادری حیدری حنفی

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

ازقلم: مناظر اہلسنت خلیفۂ حضور امیر الاولیاؤ حضور اشرف ملت ترجمان مداریت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حبیب الرحمٰن صاحب علوی منظری المداری سربراہ اعلیٰ جامعہ عزیزیہ اہلسنت ضیاءالاسلام جھہراؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یو۔پی، قومی ترجمان آل انڈیا علماؤ مشائخ بورڈ

نوٹ: ادیب مداریت شہزادۂ قطب المدار حضرت علامہ پیرڈاکٹر سید مقتدیٰ حسین میاں جعفری المداری متعنا اللہ بطول بقاۂ کی مستحکم نگرانی میں سہ ماہی رہبر نور مکنپور شریف حضور امیر الاولیاء نمبر شائع کر رہا ہے سب سے پہلے اس عظیم تاریخ ساز کام کی انجام دہی پر رہبر نور کی مجلس مشاورت وادارت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مرشد گرامی حضور سیدنا امیر الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مقدسہ سے متعلق کوئی تحریر سپرد رہبر نور کی جاتی لیکن چونکہ سال گزشتہ ۱۲ستمبر کو حضور امیر الاولیاء سیمینار کے موقعہ پر آپ کی تہہ دار شخصیت مبارکہ کے چالیس سے زائد پہلوؤں پر آپ کے مریدین و خلفاء علماء سلسلہ آپ کے شہزادگان بالخصوص جانشین حضور امیر الاولیاء فخر المشائخ علامہ الحاج سید محمد اظہر علی میاں جعفری مداری دامت برکاتہم کی مساعی جمیلہ کے طفیل تقریباً نوسو صفحات پر محیط معارف امیر الاولیاء کے نام سے انتہائی معلومات افزاء ضخیم صحیفہ جو کہ حضور امیر الاولیاء انسائیکلوپیڈیا کہا جاسکتا ہے منظر عام پر آچکا ہے اس لئے یہاں اس کی سیرت پر کچھ نہ لکھ کر ان کے جد کریم امام الصادقین حضور سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے کچھ پہلو ہدیۂ ناظرین کئے جارہے ہیں۔

حبیب علوی منظری المداری

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام جعفر کنیت ابوعبداللہ اور لقب صادق ہے آپ حضور سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے امام الساجدین مصدر سادات حضور سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور شہید کربلا سیدالشہداء حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے ہیں آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ام فروہ حضرت محمد بن ابوبکر کی پوتی تھیں جن کے والد حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر مدینہ کے مشہور سات فقہا میں شمار کئے جاتے تھے حضرت سیدنا امام امام علی زین العابدین آپ کے دادا ہیں نیز آپ کو تابعی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ آپ نے بچپن میں حضرت سہل بن سعد اور دیگر چند صحابہ سے ملاقات فرمائی تھی۔ اکابرین امت بالخصوص حضرت امام مالک اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے استاد تھے ان حضرات نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

ولادت باسعادت

۱۷ ربیع الاول ۸۰ھ بمطابق ۲۰ اپریل ۷۰۲ء کو آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی اور وفات ۲۵ شوال ۱۴۸ھ بمطابق ۷۶۵ء مدینہ منورہ ہی میں ہوئی۔ آپ کا نسب نامہ یہ

ہے جعفر بن محمد بن علی بن ابی طالب، آپ کی ماں فروہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پڑپوتے قاسم بن محمد کی لڑکی تھیں، ننہیالی شجرہ یہ ہے: ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر، اس طرح امام جعفر صادق کی رگوں میں صدیقی خون بھی شامل تھا بارہ برس آپ نے اپنے جدِ بزرگوار حضرت امام زین العابدین کے زیرسایہ تربیت پائی شہادت حضرت امام حسین کے بعد سے پینتیس برس تک حضرت امام زین العابدین کا مشغلہ عبادتِ الٰہی اور اپنے مظلوم باپ سید الشہداء کو رونے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ واقعہ کربلا کو ابھی صرف بائیس برس گذرے تھے۔ اس مدت میں کربلا کا عظیم سانحہ اپنے تاثرات کے لحاظ سے ابھی کل ہی کی بات معلوم ہوتا تھا جب حضرت امام جعفر صادق نے آنکھ کھولی تو اسی غم واندوہ کی فضا میں شب و روز شہادتِ حسین کا تذکرہ اور اہلبیت پاک پر یزیدی مظالم کے واقعات نے ان کے دل و دماغ پر وہ اثر قائم کیا کہ جیسے وہ خود واقعہ کربلا میں موجود تھے۔

۹۵ھ میں بارہ برس کی عمر میں حضرت امام سجاد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اس کے بعد انیس برس آپ نے اپنے والد حضرت امام محمد باقر کے دامنِ تربیت میں گزارے یہ وہ وقت تھا جب سیاست بنی امیہ کی بنیادیں ہل چکی تھیں اور حضرت امام محمد باقر کی طرف فیوضِ علمی حاصل کرنے کے لیے خلائق رجوع کر رہی تھی۔ اس وقت اپنے پدرِ بزرگوار کی مجلسِ درس میں حضرت امام جعفر صادق ہی ایک وہ طالب علم تھے جو قدرت کی طرف سے علم کے سانچے میں ڈھال کر پیدا کیے گئے تھے۔ آپ سفر اور حضر دونوں میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ رہتے تھے چنانچہ ہشام بن عبدالملک کی طلب پر آپ بھی حضرت امام محمد باقر کے ساتھ تھے۔ حضرت امام محمد باقر کے بعد امامت کی ذمہ داریاں حضرت امام جعفر صادق پر عائد ہوئیں۔ اس وقت دمشق میں ہشام بن عبدالملک کی سلطنت تھی۔ اس کے زمانۂ سلطنت میں ملک میں سیاسی خلفشار بہت زیادہ ہو چکا تھا۔ مظالمِ بنی امیہ کے انتقام کا جذبہ تیز ہو رہا تھا اور بنی فاطمہ سے متعدد افراد حکومت کے مقابلے کے لیے تیار ہو گئے تھے، ان میں نمایاں ہستی حضرت زید کی تھی جو امام زین العابدین کے بزرگ مرتبہ فرزند تھے۔ ان کی عبادت زہد و تقویٰ کا بھی ملک عرب میں شہرہ تھا۔ مستند اور مسلّم حافظِ قران تھے۔ بنی امیہ کے مظالم سے تنگ آ کر انھوں نے میدانِ جہاد میں قدم رکھا۔

امام جعفر صادق کے لیے یہ موقعہ نہایت نازک تھا مظالمِ بنی امیہ سے نفرت میں ظاہر ہے کہ آپ بھی حضرت زید سے متفق تھے پھر حضرت زید آپ کے چچا بھی تھے جن کا احترام آپ پر لازم تھا مگر آپ کی دوربین نگاہ دیکھ رہی تھی کہ یہ اقدام کسی مفید نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے عملی طور سے ان کا ساتھ دینا مناسب نہیں مگر ان کی ذات سے آپ کو انتہائی ہمدردی تھی۔ آپ نے مناسب طریقہ پر انھیں مصلحت بینی کی دعوت دی مگر اہل عراق کی ایک بڑی جماعت کے اقرارِ اطاعت و وفاداری نے جناب زید کو کامیابی کی توقعات دلائیں اور آخر ۱۲۰ھ میں ہشام کی فوج سے تین روز تک بہادری کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد شہید ہو گئے دشمن کا جذبۂ انتقام اتنے ہی پر ختم نہیں ہوا بلکہ دفن ہو جانے کے بعد ان کی لاش کو قبر سے نکالا گیا اور سر کو جدا کر کے ہشام کے پاس بطور تحفہ بھیجا گیا اور لاش کو دروازۂ کوفہ پر سولی دے دی گئی اور آپ کی لاش کئی سال تک اسی طرح لٹکتی رہی حضرت زید کے ایک سال بعد ان کے بیٹے حضرت یحییٰ ابن زید بھی شہید ہوئے۔ یقیناً ان حالات کا امام جعفر صادق علیہ السّلام کے دل پر گہرا اثر پڑ رہا تھا۔ مگر جذبات سے بلند فرائض کی پابندی

تھی کہ اس کے باوجود آپ نے ان فرائض کو جو اشاعت علوم اہلبیت اور نشر شریعت کے قدرت کی جانب سے آپ کے سپرد تھے برابر جاری رکھے بنی امیہ کا آخری دور ہنگاموں اور سیاسی کشمکشوں کا مرکز بن گیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ بہت جلدی جلدی حکومتوں میں تبدیلیاں ہو رہی تھی اسی لئے حضرت امام جعفر صادق کو بہت سی دنیوی سلطنتوں کے دور سے گذرنا پڑا۔ ہشام بن عبدالملک کے بعد ولید بن عبدالملک پھر یزید بن ولید بن عبدالملک اس کے بعد ابراہیم بن ولید بن عبدالملک اور آخر میں مروان حمار آیا اور اسی پر بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

جب سلطنت کی داخلی کمزوریاں قہر وغلبہ کی چولیں ہلا چکی ہوں تو قدرتی بات ہے کہ وہ لوگ جو اس حکومت کے مظالم کا مدتوں نشانہ رہ چکے ہوں اور جنہیں ان کے حقوق سے محروم کر کے صرف تشدد کی طاقت سے پنپنے کا موقع نہ دیا گیا ہو، قفس کی تتلیوں کو کمزور پا کر پھڑ پھڑانے کی کوشش کریں گے اور حکومت کے شکنجے کو ایک دم توڑ دینا چاہیں گے، سوائے ایسے بلند افراد کے جو جذبات کی پیروی سے بلند ہوں۔ عام طور پر اس طرح کی انتقامی کوششوں میں مصلحت اندیشی کا دامن بھی ہاتھ سے چھوٹنے کا امکان ہے مگر وہ انسانی فطرت کا ایک کمزور پہلو ہے جس سے خاص خاص افراد ہی مستثنیٰ ہو سکتے ہیں بنی ہاشم میں عام طور پر سلطنت بنی امیہ کے اس آخری دور میں اسی لئے ایک حرکت اور غیر معمولی اضطراب پایا جا رہا تھا۔ اس اضطراب سے بنی عباس نے فائدہ اٹھایا۔ انھوں نے آخری دور امویت میں پوشیدہ طریقے سے ممالک اسلامیہ میں ایک ایسی جماعت بنائی جس نے قسم کھائی تھی کہ ہم سلطنت کو بنی امیہ سے لے کر بنی ہاشم تک پہنچائیں گے جن کا یہ واقعی حق ہے۔ حالانکہ حق تو ان میں سے مخصوص ہستیوں ہی میں منحصر تھا جو خدا کی طرف سے نوع انسانی کی رہبری اور سرداری کے حقدار بنائے گئے تھے مگر یہ وہی جذبات سے بلند انسان تھے جو موقع کی سیاسی رفتار سے ہنگامی فوائد حاصل کرنا اپنا نصب العین نہ رکھتے تھے۔ سلسلہ بنی ہاشم میں سے ان حضرات کی خاموشی قائم رہنے کے ساتھ اس ہمدردی کو جو عوام میں خاندان بنو ہاشم کے ساتھ پائی جاتی تھی، بنی عباس نے اپنے لیے حصول سلطنت کا ذریعہ قرار دیا۔ حالانکہ انھوں نے سلطنت پانے کے ساتھ بنی ہاشم کے اصل حقداروں سے ویسا ہی یا اس سے زیادہ سخت سلوک کیا جو بنی امیہ ان کے ساتھ کر چکے تھے۔ یہ واقعات مختلف ائمہ اہلبیت اطہار کے حالات کے مطالعہ سے آپ کے سامنے آجائیں گے۔

بنو عباس میں سب سے پہلے حضرت محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے بنی امیہ کے خلاف تحریک شروع کی اور ایران میں مبلغین بھیجے تا کہ وہ مخفی طریقہ پر لوگوں سے بنی ہاشم کی وفاداری کا عہد و پیمان حاصل کریں حضرت محمد بن علی کے بعد ان کے بیٹے ابراہیم قائم مقام ہوئے۔ جناب زید اور ان کے صاحبزادے جناب یحییٰ کے دردناک واقعات شہادت سے بنی امیہ کے خلاف غم وغصہ میں اضافہ ہوگیا۔ اس سے بھی بنی عباس نے فائدہ اٹھایا اور ابوسلمہ خلال کے ذریعہ سے عراق میں بھی اپنے تاثرات قائم کرنے کا موقعہ حاصل کیا۔ رفتہ رفتہ اس جماعت کے حلقۂ اثر میں اضافہ ہوتا گیا اور ابومسلم خراسانی کی مدد سے عراق عجم کا پورا علاقہ قبضہ میں آگیا اور بنی امیہ کی طرف سے حاکم کو وہاں سے فرار اختیار کرنا پڑا۔ ۱۲۹ھ سے عراق اور خراسان وغیرہ میں سلاطین بنی امیہ کے نام خطبہ سے خارج کر کے ابراہیم بن محمد کا نام داخل کر دیا گیا۔

ابھی تک سلطنت بنی امیہ یہ سمجھتی تھی کہ یہ حکومت سے ایک مقامی مخالفت ہے۔ جو ایران میں محدود ہے مگر اب جاسوسوں نے اطلاع دی کہ اس کا تعلق ابراہیم ابن محمد بن

عباس کے ساتھ ہے جو مقام جابلقا میں رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جناب ابراہیم کو قید کر دیا گیا اور قید خانہ ہی میں ان کو قتل کرا دیا گیا۔ ان کے پس ماندگان اور ان سے وابستہ دیگر افراد بنی عباس کے ساتھ بھاگ کر عراق میں ابوسلمہ کے پاس چلے گئے۔ ابومسلم خراسانی کو جوان حالات کی اطلاع ہوئی تو ایک فوج کو عراق کی طرف روانہ کیا جس نے حکومتی طاقت کو شکست دے کر عراق کو آزاد کرالیا۔

ابوسلمہ خلال جو وزیر آل محمد کے نام سے مشہور تھے بنی فاطمہ کے ساتھ عقیدت رکھتے تھے انھوں نے چند خطوط اولاد رسول میں سے چند بزرگوں کے نام لکھے اور ان کو قبول خلافت کی دعوت دی۔ ان میں سے ایک خط حضرت امام جعفر صادق کے نام بھی تھا سیاست کی دنیا میں ایسے مواقع اپنے اقتدار کو قائم کرنے کے لئے غنیمت سمجھے جاتے ہیں مگر آپ انسانی خود داری واستغنا کا مثالی مجسمہ تھے آپ نے اپنے فرائض منصبی کے لحاظ سے اس موقعہ کو ٹھکرا دیا اور بجائے جواب دینے کے حقارت آمیز طریقہ پر اس خط کو آگ کی نذر کر دیا۔

ادھر کوفہ میں ابومسلم خراسانی کے پیروکار اور بنی عباس کے ہواخواہوں نے ابوعبداللہ سفاح کے ہاتھ پر ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۲ھ کو بیعت کر لی اور اس کو امت اسلامیہ کا خلیفہ اور فرمانروائے سلطنت اسلامیہ تسلیم کرلیا۔ عراق میں اقتدار قائم کرنے کے بعد انھوں نے دمشق پر چڑھائی کر دی۔ مروان حمار نے بھی بڑے لشکر کے ساتھ مقابلہ کیا مگر بہت جلد اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ مروان نے راہ فرار اختیار کی اور آخر میں افریقہ کی سرزمین پر پہنچ کر قتل ہوا۔ اس کے بعد سفاح نے بنی امیہ کا قتل عام کرایا۔ سلاطین بنی امیہ کی قبریں کھدوائیں اور ان کی لاشوں کے ساتھ عبرتناک سلوک کروائے اس طرح قدرت کا انتقام جو ان ظالموں سے لیا جانا ضروری تھا بنی عباس کے ہاتھوں دنیا کی نگاہ کے سامنے آیا۔ ۱۳۶ھ میں ابو عبداللہ سفاح بنی عباس کے پہلے خلیفہ کا انتقال ہو گیا۔ جس کے بعد اس کا بھائی ابوجعفر منصور تخت خلافت پر بیٹھا جو منصور دوانقی کے نام سے مشہور ہے ماقبل میں یہ لکھا جا چکا ہے کہ بنی عباس نے ان ہمدردیوں کا جو عوام کو بنی فاطمہ سے تھیں ناجائز فائدہ اٹھایا تھا اور انھوں نے دنیا کو یہ دھوکہ دیا تھا کہ ہم اہل بیتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں چنانچہ انھوں نے محبت ورضائے آلِ محمد ہی کے نام پر لوگوں کو اپنی نصرت وحمایت پر آمادہ کیا تھا اور اسی کو اپنا نعرہ جنگ قرار دیا تھا۔ اس لیے انھیں برسر اقتدار آنے کے بعد اور بنی امیہ کو تباہ کرنے کے بعد سب سے بڑا اندیشہ یہ تھا کہ کہیں ہمارا یہ فریب دنیا پر کھل نہ جائے اور یہ تحریک نہ پیدا ہو جائے کہ خلافت اسلامیہ بنی عباس کی بجائے بنی فاطمہ کے سپرد ہونا چاہیے، جو واقعتاً آلِ رسول ہیں ابوسلمہ خلال بنی فاطمہ کے سچے محبین و ہمدردوں میں سے تھے اس لیے یہ خطرہ تھا کہ وہ اس تحریک کی حمایت نہ کریں لہذا سب سے پہلے ابوسلمہ کو راستے سے ہٹایا گیا وہ باوجود ان احسانات کے جو بنی عباس سے کر چکے تھے سفاح ہی کے زمانے میں تشدد بنے اور قتل کر دیئے گئے ایران میں ابومسلم خراسانی کا اثر تھا، منصور نے انتہائی مکاری اور غداری کے ساتھ اس کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا اب اسے اپنی من مانی کارروائیوں میں کسی بااثر اور صاحبِ اقتدار شخصیت کی مزاحمت کا اندیشہ نہ تھا لہٰذا اس کے ظلم واستبداد کا رخ سادات بنی فاطمہ کی طرف مڑ گیا۔ مشہور اسلامی مؤرخ علامہ شبلی نعمانی سیرت النعمان میں لکھتے ہیں۔ صرف بدگمانی پر منصور نے سادات علویین کی بیخ کنی شروع کر دی۔ جو لوگ ان میں ممتاز تھے ان کے ساتھ بے رحمیاں کی گئیں۔ محمد ابن ابراہیم کہ حسن و جمال میں یگانۂ روز

گار تھے اور اسی وجہ سے دیباج کہلاتے تھے زندہ دیواروں میں چنوادیئے گئے۔ان بے رحمیوں کی ایک داستان ہے جس کے بیان کرنے کو بڑا سخت دل چاہئے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر ان حالات کا بہت اثر ہوتا تھا۔ چنانچہ جب سادات بنی حسین طوق وزنجیر میں قید کر کے مدینہ سے لے جائے جارہے تھے تو آپ ایک مکان کی آڑ میں کھڑے ہوئے ان کی حالت کو دیکھ کر رو رہے تھے اور فرمارہے تھے کہ افسوس مکہ ومدینہ بھی دارالامن نہ رہا۔ پھر آپ نے اولادِ انصار کی حالت پر افسوس کیا کہ انصار نے آقا علیہ السلام کو اس عہد و پیمان پر مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی تھی کہ ہم آپ اور آپ کی اولاد کی اسی طرح حفاظت کریں کے جس طرح ہم اپنے اہل وعیال اور جان ومال کی حفاظت کرتے ہیں مگر آج انصار کی اولاد باقی ہے اور کوئی ان سادات کی امداد نہیں کرنے والا یہ فرما کر آپ بیت الشرف کی طرف واپس ہوئے اور بیس دن تک سخت بیمار رہے ان قیدیوں میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاجزادے حضرت عبداللہ محض بھی تھے۔جنھوں نے کبرسنی کے عالم میں عرصہ تک قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ان کے بیٹے حضرت محمد نفسِ زکیہ نے حکومت کا مقابلہ کیا اور ۱۴۵ھ میں دشمن کے ہاتھ سے مدینہ منورہ کے قریب شہید ہوئے۔جوان بیٹے کا سر بوڑھے باپ کے پاس قید خانہ میں بھیجا گیا یہ صدمہ ایسا تھا جس سے حضرت عبداللہ محض وفات فرماگئے اس کے بعد حضرت عبداللہ کے دوسرے صاجزادے حضرت ابراہیم بھی منصور کی فوج کے مقابلہ میں جنگ کر کے کوفہ میں شہید ہوئے۔اسی طرح حضرت عباس ابن حضرت امام حسن، حضرت عمر ابنِ حسن مثنیٰ، حضرت علی و حضرت عبداللہ فرزندانِ حضرت نفسِ زکیہ، حضرت موسیٰ اور حضرت یحییٰ برادران نفس زکیہ وغیرہ بھی بے دردی اور بے رحمی سے قتل کئے گئے۔ بہت سارے سے سادات کرام عمارتوں میں زندہ چنوادیئے گئے ان تمام ناگوار حالات کے باوجود جن کا تذکرہ انتہائی اختصار کے ساتھ اوپر لکھا گیا ہے حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموشی کے ساتھ علوم دین مصطفوی کی اشاعت میں مصروف رہے اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ لوگ بھی جو بحیثیت امامت حقہ آپ کی معرفت نہ رکھتے تھے یا اسے تسلیم کرنا نہیں چاہتے تھے وہ لوگ بھی آپ کی علمی عظمت کو مانتے ہوئے آپ کے حلقات درس میں داخل ہونے کو فخر سمجھتے تھے۔

منصور کو آپ کی جلالت علمی برداشت نہیں تھی اس نے حضرت امام جعفر صادق کی علمی عظمت کا اثر عوام کے دل سے کم کرنے کے لئے ایک تدبیر یہ کی کہ آپ کے مقابلے میں ایسے اشخاص کو بحیثیت فقیہہ اور عالم کھڑا کر دیا جو آپ کے شاگردوں کے سامنے بھی زبان کھولنے کی قدرت نہ رکھتے تھے اور پھر وہ خود اس کا اقرار رکھتے تھے کہ ہمیں جو کچھ ملا وہ حضرت امام جعفر صادق کی خیرات ہے منصور جب اس طرح آپ کی مقبولیت کم نہ کرسکا تو حکم جاری کر دیا کہ جو بھی امام جعفر صادق کی محبت اور آپ کی رفعت علمی کا دم بھریا سے گرفتار کرلیا جائے۔

خود حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السّلام کو تقریباً پانچ مرتبہ مدینہ طیبہ سے دربارشاہی میں طلب کیا گیا جو آپ کے لئے سخت روحانی تکلیف کا باعث تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ کبھی بھی آپ کے خلاف کوئی ایسا بہانہ اسے نہ مل سکا کہ اس کے سبب آپ کو قید یا قتل کئے جانے کا حکم دے سکے البتہ یہ ضرور ہوا کہ اس سلسلہ میں عراق کے اندر ایک مدت کے قیام سے علوم شریعت کی اشاعت کا حلقہ وسیع ہوا اور اس کو محسوس

کر کے منصور نے پھر آپ کو مدینہ بھجوا دیا۔ اس کے بعد بھی آپ ایذا رسانی سے محفوظ نہیں رہے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ آپ کے گھر میں آگ لگا دی گئی۔ قدرت خدا تھی کہ وہ آگ جلد فرو ہوگئی آپ کے متعلقین اور اہل خانہ کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا آپ اسی حفاظت الٰہیہ کی ایک کڑی تھے جسے رب کریم نے نوعِ انسانی کے لئے نمونۂ کامل بنا کر پیدا ہی کیا تھا۔ ان کے اخلاق واوصاف زندگی کے ہر شعبہ میں معیاری حیثیت رکھتے تھے وہ خاص اوصاف جن کے متعلق مورخین نے مخصوص طور پر واقعات نقل کئے ہیں وہ ہیں مہمان نوازی، خیر وخیرات، مخفی طریقہ سے غربا کی خبر گیری، عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک۔ عفو جرائم، صبر وتحمل وغیرہ ایک مرتبہ ایک حاجی مدینہ میں وارد ہوا اور مسجد رسول میں سو گیا۔ آنکھ کھلی تو اسے شبہ ہوا کہ اس کی ایک ہزار کی تھیلی موجود نہیں۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا، کسی کو نہ پایا۔ ایک گوشۂ مسجد میں امام جعفر صادق علیہ السّلام نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ آپ کو بالکل نہ پہچانتا تھا۔ آپ کے پاس آکر کہنے لگا کہ میری تھیلی تم نے لی ہے۔ آپ نے فرمایا، اس میں کیا تھا؟ اس نے کہا ایک ہزار دینار آپ نے فرمایا میرے ساتھ میرے مکان تک آؤ وہ آپ کے ساتھ آپ کے گھر گیا۔ آپ بیت الشرف پر تشریف لاکر ایک ہزار دینار اس کے حوالے کر دیئے۔ وہ جب مسجد میں واپس آیا اور اپنا سامان اٹھانے لگا تو اس کے دیناروں کی تھیلی سامان میں نظر آئی یہ دیکھ کر وہ بہت شرمندہ ہوا اور دوڑتا ہوا حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں ایا اور معذرت خواہی کرتے ہوئے وہ ہزار دینار واپس کرنا چاہے مگر آپ نے فرمایا ہم جو کچھ دے دیتے ہیں وہ پھر واپس نہیں لیتے۔

یہ حالات سبھی کی آنکھوں کے دیکھے ہوئے ہیں کہ جب یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ قحط یا خشک سالی ہونے والی ہے اناج مشکل سے ملے گا تو جس سے جتنا ممکن ہوتا ہے وہ اناج خرید کر رکھ لیتا ہے مگر حضرت امام جعفر صادق کے کردار کی حیات طیبہ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے وکیل معتب سے ارشاد فرمایا کہ غلہ روز بروز مدینہ میں گراں ہوتا جا رہا ہے۔ ہمارے ہاں کس قدر غلہ ہوگا؟ معتب نے کہا کہ ہمیں اس گرانی اور قحط سالی کی تکلیف کا کوئی اندیشہ نہیں ہے، ہمارے پاس غلہ کا اتنا ذخیرہ ہے کہ جو بہت عرصہ تک کافی ہوگا آپ نے فرمایا تمام غلہ فروخت کر ڈالو۔ اس کے بعد جو حال سب کا ہو وہ ہمارا بھی ہو جب غلہ فروخت کر دیا گیا تو فرمایا اب خالص گیہوں کی روٹی نہ پکایا کرو بلکہ آدھے گیہوں اور آدھے جو کی روٹی پکاؤ جہاں تک ممکن ہو ہمیں غریبوں کا ساتھ دینا چاہئے۔

آپ کا معمول تھا کہ آپ مالداروں سے زیادہ غریبوں کی عزت کرتے تھے۔ مزدوروں کی بڑی قدر فرماتے تھے۔ خود بھی تجارت فرماتے تھے اور اکثر اپنے باغوں میں بہ نفس نفیس محنت بھی کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ بیلچہ ہاتھ میں لئے ہوئے باغ میں کام کر رہے تھے اور پسینہ سے تمام جسم تر ہوگیا تھا کسی نے کہا حضور یہ بیلچہ مجھے عنایت فرمائیے کہ میں یہ خدمت انجام دوں آپ نے فرمایا طلبِ معاش میں دھوپ اور گرمی کی تکلیف سہنا عیب کی بات نہیں۔

غلاموں اور کنیزوں پر وہی مہربانی فرماتے رہتے تھے جو اس گھرانے کی امتیازی صفت تھی۔ اس کا ایک حیرت انگیز نمونہ ملاحظہ کریں جسے حضرت سفیان ثوری نے بیان کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہے۔ میں نے سبب پوچھا آپ نے فرمایا میں نے منع کیا تھا کہ کوئی مکان کے کوٹھے پر نہ چڑھے۔ اس

وقت جو گھر میں گیا تو دیکھا کہ ایک کنیز جو ایک بچہ کی پرورش پر متعین تھی اسے گود میں لئے زینہ سے اوپر جا رہی تھی۔ مجھے دیکھا تو ایسا خوف طاری ہوا کہ بدحواسی میں بچہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور صدمے سے جان بحق ہو گیا مجھے بچے کے مرنے کا اتنا صدمہ نہیں ہوا جتنا اس کا رنج ہوا کہ اس کنیز پر اتنا رعب و ہراس کیوں طاری ہوا۔ پھر آپ نے اس کنیز کو پکار کر فرمایا ڈرو نہیں، میں نے تمھیں راہ خدا میں آزاد کر دیا اس کے بعد آپ بچے کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہو گئے آپ اس خانوادۂ علم و فضل و عمل کے چشم و چراغ ہیں جس کے ادنی ادنی خدام مسند علم کے وارث ہوئے آپ کے والد حضور سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پایہ کے عالم تھے کہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے اکابرِ امت ان کے شاگرد تھے، سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم گویا وراثت میں ملا تھا، فضل و کمال کے لحاظ سے آپ اپنے وقت کے امام تھے حافظ امام ذہبی آپ کو امام اور احد السادۃ الاعلام لکھتے ہیں، اہلبیت کرام میں بھی علم میں کوئی آپ کا ہمسر نہ تھا، ابن حبان کا بیان ہے کہ فقہی علم اور فضل میں آپ یگانہ تھے امام نووی لکھتے ہیں کہ آپ کی امامت، جلالت اور سیادت پر سب کا اتفاق ہے۔ حدیث آپ کے جدامجد علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اقوال ہیں، اس لئے آپ سے زیادہ اس کا کون مستحق تھا؛ چنانچہ آپ مشہور حفاظِ حدیث میں تھے، علامہ ابن سعد لکھتے ہیں: کان کثیر الحدیث حافظ ذہبی آپ کو سادات اوراعلام حفاظ میں لکھتے ہیں حدیث میں اپنے والد بزرگوار حضرت امام باقر، محمد بن منکدر، عبید اللہ بن ابی رافع، عطاء، عروہ، قاسم بن محمد، نافع اور زہری وغیرہ سے فیض پایا تھا حضرت شعبہ، سفیان، ابن جریج، ابو عاصم، امام مالک، امام ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ آپ کے تلامذہ میں تھے حدیث رسول اللہ ﷺ کا اتنا احترام تھا کہ ہمیشہ طہارت کی حالت میں حدیث بیان کرتے تھے۔

تمام عالم اسلامی میں آپ کی علمی جلالت کا شہرہ تھا۔ دور دور سے لوگ تحصیل علم کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، آپ کے شاگردوں کی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی تھی ان میں فقہاء تھے، مفسرین تھے متکلمین تھے اور مناظرین بھی تھے آپ کے دربار میں مخالفین و منکرین مذہب اسلام حاضر ہوتے سوالات پیش کرتے ان کے جوابات پاتے کبھی کبھی آپ کے تلامذہ سے مناظرے بھی ہوتے تھے جن پر آپ نقد و تبصرہ بھی فرماتے تھے اور تلامذہ کو ان کی بحث کے کمزور پہلو بتلا کر اسلام کی وکالت کے سنہرے داؤ پیچ سکھاتے تھے تاکہ آئندہ وہ ان باتوں کا خیال رکھیں کبھی آپ خود بھی مخالفین مذہب اور بالخصوص دہریوں سے مناظرہ فرماتے تھے علوم فقہ و کلام وغیرہ کے علاوہ علوم عربیہ جیسے ریاضی اور کیمیا وغیرہ کی بھی بعض شاگردوں کو تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ آپ کے شاگردوں میں سے جابر بن حیان طرسوسی سائنس اور ریاضی کے مشہور امام فن ہیں جنھوں نے چار سو رسالے حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افادات کو حاصل کر کے تصنیف کئے ہیں آپ کے تلامذہ میں کئی حضرات بڑے فقیہ تھے جنھوں نے کتابیں تصنیف کیں جن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ علما انبیا کے امین ہیں جب تک وہ سلاطین کی آستانہ بوسی نہ کریں آپ کے اقوال و کلمات طیبات تہذیب اخلاق، علم و حکمت اور پند و موعظت کا دفتر ہیں حضرت سفیان ثوری سے آپ نے ایک مرتبہ فرمایا، سفیان جب خدا تم کو کوئی نعمت عطا کرے اور تم اس کو ہمیشہ باقی رکھنا چاہو تو زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرو کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ اگر تم شکر ادا

کروگے تو میں تم کو زیادہ دوں گا جب رزق ملنے میں تاخیر ہو رہی ہو تو استغفار زیادہ کرو اللہ عزوجل اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا، يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا، وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا اپنے رب سے مغفرت چاہو، وہ بڑا مغفرت کرنے والا ہے تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا اور دنیا میں مال اور اولاد سے تمھاری مدد کرے گا اور آخرت میں تمھارے لئے جنت اور نہریں بنائے گا جب تمھارے پاس سلطان وقت یا اور کسی کا کوئی حکم پہنچے تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم زیادہ پڑھو وہ کشادگی کی کنجی ہے جو شخص اپنی قسمت کے حصہ پر قناعت کرتا ہے وہ مستغنی رہتا ہے اور جو دوسرے کے مال کی طرف نظر اٹھاتا ہے وہ محتاج مرتا ہے جو شخص خدا کی تقسیم پر راضی نہیں ہوتا وہ خدا کو اس کے فیصلہ پر متہم کرتا ہے جو شخص دوسرے کی پردہ داری کرتا ہے خدا اس کے گھر کے خفیہ حالات کی پردہ داری کرتا ہے جو بغاوت کے لئے تلوار کھینچتا ہے، وہ اسی سے قتل کیا جاتا ہے جو اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے، وہ خود اس میں گرتا ہے جو بے وقوفوں کے پاس بیٹھتا ہے وہ حقیر ہو جاتا ہے جو علما سے میل جول رکھتا ہے وہ معزز ہو جاتا ہے جو برے مقامات پر جاتا ہے وہ بدنام ہو جاتا ہے ہمیشہ حق بات کہو خواہ تمھارے موافق ہو یا مخالف آدمی کی اصل اس کی عقل ہے، اس کا حسب اس کا دین ہے اس کا کرم اس کا تقویٰ ہے تمام انسان آدم کی نسبت میں برابر ہیں سلامتی بہت نادر چیز ہے، یہاں تک کہ اس کی تلاش کرنے کی جگہ بھی مخفی ہے، اگر وہ کہیں مل سکتی ہے تو ممکن ہے گوشۂ گمنامی میں ملے، اگر تم اس کو گوشہ گمنامی میں تلاش کرو اور نہ ملے تو ممکن ہے تنہا نشینی میں ملے، گوشۂ تنہائی گوشۂ گمنامی سے مختلف ہے اگر گوشۂ تنہائی میں بھی تلاش سے نہ ملے تو سلف صالحین کے اقوال میں ملے گی آپ فرماتے تھے جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو تو اس کی مغفرت چاہو انسان کی تخلیق کے پہلے سے اس کی گردن میں خطاؤں کا طوق پڑا ہے گناہوں پر اصرار ہلاکت ہے آپ فرماتے تھے کہ خدا نے دنیا کی طرف وحی کی ہے کہ جو شخص میری خدمت کرتا ہے تو اس کی خدمت کر اور جو تیری خدمت کرتا ہے اسے دھتکار دے آپ فرماتے تھے کہ بغیر تین باتوں کے عمل صالح مکمل نہیں ہوتا جب تم اسے کرو تو اپنے نزدیک اسے چھوٹا سمجھو، اس کو چھپاؤ اور اس میں جلدی کرو، جب تم اس کو چھوٹا سمجھو گے تب اس کی عظمت بڑھے گی، جب تم اس کو چھپاؤ گے اس وقت اس کی تکمیل ہوگی اور جب تم اس میں جلدی کرو گے تو خوشگواری محسوس کرو گے آپ فرماتے تھے کہ جب تمھارے بھائی کی جانب سے تمھارے لئے کوئی ناپسندیدہ بات ظاہر ہو تو اس کے جواز کے لئے ایک سے ستر تک تاویلیں تلاش کرو، اگر پھر بھی نہ ملے تو سمجھو کہ اس کا سبب اور اس کی کوئی تاویل ضرور ہوگی جس کا تم کو علم نہیں۔ اگر تم کسی مسلمان سے کوئی کلمہ سنو تو اس کو بہتر سے بہتر معنی پر محمول کرو جب وہ محمول نہ ہو سکے تو اپنے نفس کو ملامت کرو۔

آپ فرماتے تھے چار چیزوں میں شریف کو عار نہ کرنا چاہئے، اپنے باپ کی تعظیم میں، اپنی جگہ سے اٹھنے میں، مہمان کی خدمت کرنے میں اور خود اس کی سواری کی دیکھ بھال کرنے میں خواہ گھر میں سو غلام کیوں نہ ہوں اور اپنے استاد کی خدمت کرنے میں۔

آپ کی ذات فضائل اخلاق کا زندہ پیکر تھی، آپ کا ایک نظر دیکھ لینا آپ کی خاندانی عظمت کی شہادت کے لیے کافی تھا، عمرو بن المقدام کا بیان ہے کہ جب میں جعفر بن محمد کو دیکھتا تھا تو نظر پڑتے ہی معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ نبیوں کے

خاندان سے ہیں عبادت آپ کے شبانہ روز کا مشغلہ تھی، آپ کا کوئی دن اور کوئی وقت عبادت سے خالی نہ ہوتا تھا، امام مالک کا بیان ہے کہ میں ایک زمانہ تک آپ کی خدمت میں آتا جاتا رہا آپ کو اکثر نماز پڑھتے پایا روزہ رکھے ہوئے پایا قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے پایا انفاق فی سبیل اللہ اور فیاضی وسیر چشمی اہل بیت کرام کا امتیازی اور مشترک وصف رہا ہے، سیدنا امام جعفر صادق کی ذات اس وصف کا مکمل ترین نمونہ تھی، ہیاج بن بسطام روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق بسا اوقات گھر کا کل کھانا دوسروں کو کھلا دیتے تھے اور خود ان کے اہل وعیال کے لیے کچھ نہ باقی رہ جاتا تھا آپ بظاہر اہل دنیا کے لباس میں رہتے تھے، لیکن اندر لباسِ فقر مخفی ہوتا تھا، حضرت سفیان ثوری کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت امام جعفر بن محمد کے پاس گیا، اس وقت ان کے جسم پر خز کا جبہ اور دخانی خز کی چادر تھی، میں نے کہا یہ آپ کے بزرگوں کا لباس نہیں ہے، فرمایا وہ لوگ افلاس اور تنگ حالی کے زمانہ میں تھے اور اس زمانے میں دولت بہ رہی ہے، یہ کہہ کر انھوں نے اوپر کا کپڑا اٹھا کر دکھایا تو خز کے جبہ کے نیچے پشمینہ کا جبہ تھا اور فرمایا ثوری یہ ہم نے خدا کے لیے پہنا ہے اور وہ تم لوگوں کے لیے جو خدا کے لیے پہنا تھا اس کو پوشیدہ رکھا ہے اور جو تم لوگوں کے لیے تھا اس کو اوپر رکھا ہے مذہبی اختلاف سخت ناپسند کرتے تھے فرماتے تھے تم لوگ خصومت فی الدین سے بچو، اس لیے کہ وہ قلب کو مشغول کر دیتی ہے اور نفاق پیدا کرتی ہے نہایت جری، نڈر اور بے خوف تھے، بڑے بڑے جبابر کے سامنے ان کی بے باکی قائم رہتی تھی ایک مرتبہ منصور عباسی کے اوپر ایک مکھی آکر بیٹھی وہ بار بار ہنکاتا تھا اور مکھی بار بار آکر بیٹھتی تھی، منصور اس کو ہنکاتے ہنکاتے عاجز آگیا، مگر وہ نہ ہٹی، اتنے میں حضرت امام جعفر صادق پہونچ گئے، منصور نے ان سے کہا ابو عبد اللہ مکھی کس لیے پیدا کی گئی ہے، فرمایا جابرہ کو ذلیل کرنے کے لیے ایسی مصروف زندگی رکھنے والے انسان کو جاہ سلطنت حاصل کرنے کی فکروں سے کیا مطلب؟ مگر آپ کی علمی مرجعیّت اور کمالات کی شہرت سلطنت وقت کے لیے ایک مستقل خطرہ محسوس ہوتی تھی۔ جب کہ یہ معلوم تھا کہ اصلی خلافت کے حقدار یہی ہیں جب حکومت کی تمام کوششوں کے باوجود کوئی بہانہ اسے آپ کے خلاف کسی کھلے ہوئے اقدام اور خونریزی کا نہ مل سکا تو آخر خاموش حربہ زہر کا اختیار کیا گیا اور زہر آلود انگور حاکم مدینہ کے ذریعہ سے آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے، جن کے کھاتے ہی زہر کا اثر جسم میں سرایت کر گیا اور ۱۵ شوال ۱۴۸ھ میں ۵۶ سال کی عمر میں شہادت پائی۔ آپ کے فرزند اکبر اور جانشین حضور سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے تجہیز وتکفین کی اور نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع کے اس احاطہ میں دفن کیا گیا جہاں اس سے پہلے حضرت سیدنا امام حسن، حضرت سیدنا امام زین العابدین اور حضرت سیدنا امام محمد باقر دفن ہو چکے تھے آپ اہل السنۃ والجماعت کے پیشوا بالخصوص طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کے سالار طریقت ہیں آپ کی تاریخ ولادت و وفات سے متعلق مختلف تاریخی روایات ہیں ایک روایت کے مطابق آپ کی ولادت ۸ رمضان المبارک ۸۰ ہجری کو مدینہ طیبہ میں ہوئی اور ۱۵ رجب المرجب ۱۴۵ ہجری کو مدینہ طیبہ ہی میں انتقال فرمایا۔

حوالہ جات: تہذیب التہذیب، صفوۃ الصفو، تذکرۃ الحفاظ، تہذیب الاسماء وغیرہم۔

محمد حبیب الرحمٰن علوی منظری المداری
قومی ترجمان آل انڈیا علما ؤ مشائخ بورڈ
9628407397

حضور امیر الاولیاء

ایک باکمال علمی وروحانی شخصیت

ازقلم: ادیب بے نظیر حضرت علامہ طفیل احمد مصباحی سابق نائب مدیر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ یوپی

حسن و جمال، خوبی و کمال اور حقیقت و اصلیت، یہ تین چیزیں ہمیشہ انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہیں اور اپنے حسن و دل فریبی کا احساس دلاتی ہیں۔ شخصیت کی بلندی میں جہاں بیوٹیشن یعنی ظاہری و باطنی خوبصورتی اہم کردار ادا کرتی ہے، وہیں کوالٹی بھی خاص رول نبھاتی ہے۔ اسی طرح ریئلٹی یعنی اصلیت بھی فسوں کاری و ملمّع سازی کے تارِ عنکبوت کو توڑ کر اپنے جلوۂ زیبا سے نگاہوں کو خیرہ کرتی ہے اور غلبہ و ترجیح کا سبب بنتی ہے۔ عظیم علمی و روحانی شخصیات، اربابِ فکر و نظر، اصحابِ علم و فتویٰ، رجالِ طریقت و تقویٰ اور مشاہیرِ عالم کی کتابِ زندگی کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ حقیقت مخفی نہیں کہ یہ نفوسِ قدسیہ مذکورہ تینوں اوصاف سے متصف ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صدیاں بیت جانے کے باوجود آج بھی ان کی عظمتوں کے چراغ روشن ہیں اور ان کے نام اور کام زندہ و جاوید ہیں۔

عالم ربانی حضور امیر الاولیاء سید منظر علی میاں جعفری وقاری مداری قدس سرہ کی تہہ دار فکر و شخصیت اپنے اندر بڑی کشش و جاذبیت رکھتی ہے۔ آپ میخانۂ شریعت و طریقت کے رند بھی تھے اور ساقی بھی۔ علومِ ظاہری و باطنی سے وافر حصہ پایا تھا۔ آپ نے پوری زندگی شریعت و طریقت کے جامِ لبالب سے تشنگانِ باطن کو سیراب کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر و معاصر نے آپ کے سر پر ''امیر الاولیاء'' کا تاجِ زرّیں سجایا۔ کہتے ہیں کہ ''الاسماء تنزل من السماء'' نام آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور نام کا اثر ذات پر مرتب ہوتا ہے۔ نام کی طرح لقب کی اثر انگیزی و صداقت آمیزی مسلّم ہے۔ لقب بھی نام ہی کا پرتو اور عکس ہوا کرتا ہے اور کسی بھی شخصیت کے ذاتی محاسن و کمالات کا غماز ہوتا ہے۔ حضرت امیر الاولیاء واقعی امیر الاولیاء تھے۔ آپ کی پوری زندگی عبادت و ریاضت، دعوت و تبلیغ، رشد و ہدایت اور سلسلۂ عالیہ مداریہ کی ترویج و اشاعت میں گذری۔ آپ کی صورت و سیرت، گفتار و کردار، عادات و اطوار اور زندگی و بندگی کے احوال پڑھ کر اور سن کر اسلافِ کرام کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ قوم و ملت کے جفاکش خادم اور دین و سنیت کے ایک بے لوث مبلغ کے طور پر آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ آپ پوری زندگی نہایت خاموشی کے ساتھ دین و دانش کی گراں قدر خدمات انجام دیتے رہے اور لوگوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن فرماتے رہے۔ ہزاروں افراد آپ کے میخانۂ علم سے سیراب ہوئے اور بیشمار لوگ آپ کے خرمنِ فیض سے فیضیاب

ہوئے۔ ایک بافیض عالم ومرشد کی حیثیت سے آپ نے ہمیشہ دوسروں کو فائدہ پہنچایا اور ''خیر الناس من ینفع الناس'' کے مطابق ''بہترین انسان'' ثابت ہوئے۔ چند دہائیوں پر محیط آپ کی بے مثال دینی وملی وعلمی خدمات آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔ آپ کی کتابِ زندگی کا ہر ایک ورق بڑا درخشاں اور سنہرا ہے۔ آپ کی ذات مجموعۂ محاسن تھی، جس پر شرح وبسط کے ساتھ بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ آپ کی روحانی شخصیت اور تصوف آمیز حیات پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مولانا سید ظفر مجیب مداری دام ظلہ العالی (ولیِ عہد خانقاہ مداریہ مکن پور شریف) تحریر فرماتے ہیں:

امیر الاولیاء حضور منظر ابوالوقار علیہ الرحمہ کی تابندہ زندگی کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ کی ذات اس فقیرِ صادق کی طرح ہے جو مخلوقِ خدا کو "الخلق عیال اللہ" کی نظرِ کریمانہ سے دیکھتی ہے۔ وہ لوگوں پر شفقت کرتا ہے اور ان کے لیے آسائش اور تسکینِ قلب کا سامان بنتا ہے اور اس طرح وہ "خیر الناس من ینفع الناس" کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔ وہ انتہائی نیاز مند ہوتا ہے اور ہر وقت برکات وحسنات کی ذخیرہ اندوزی کرتا رہتا ہے۔ وہ کمر شکن محنت اور جانفشانی کر کے اپنی مراد پالیتا ہے۔ سیر وسلوک کے سفر میں اپنی نیک اعمالیوں کی وجہ سے مقام فقر تک رسائی حاصل کر لیتا ہے، جس میں انسان حال وقال سے بالاتر ہوتا ہے۔ حضور امیر الاولیاء سیدی منظر ابوالوقار کی روشن حیات کئی جہات سے قرآن وحدیث کی تفسیر وتعبیر نظر آتی ہے۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ حضور امیر الاولیاء رضی اللہ تعالی عنہ ہمہ دم فقر و مستی میں تقرب بالفرائض اور تقرب بالنوافل کے ذریعے قرب الٰہی کے حصول میں غرق رہتے تھے۔ اس کے بعد تسبیحات کی ادائیگی میں کمی نہیں کرتے تھے۔ آپ علم وولایت کے بلند ترین مرتبہ پر فائز تھے اور صاحبِ تصرف فقیر تھے۔ اللہ ورسول کی رضا کے سوا کسی شئی کی طلب اور نہ توکل علی اللہ کے سوا کسی توکل کی تلاش تھی۔ حضور سید منظر علی میاں اپنے مریدوں کو بھی ہمیشہ اسی بات کا سبق دیتے تھے کہ صرف اللہ کی ذات پر توکّل کرنا۔ فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برکات تمام امت مسلمہ میں تقسیم کرنے کے لیے اپنی پوری عمر اسی راہ میں لگا دی۔ توکل واستغنا کا یہ عالم تھا کہ راہِ فقر اختیار کرنے کے بعد وہ تمام تعلقات جو صاحبِ ثروت حضرات سے تھے، انہیں بالکل خیر باد کہہ دیا۔ دوستی، محبت اور صحبت ایسے افراد سے متصل کی جو طالبانِ مولیٰ تھے اور معرفتِ حق کے حصول میں اوراد و وظائف میں مشغول رہتے تھے۔ آپ اپنے متوسلین ومریدین کی تربیت وتعلیم صوفیائے کرام کے طرز و طریق پر فرمایا کرتے تھے۔ اپنی نگاہِ فقیرانہ سے زنگ آلود قلوب واذہان کو پاکیزہ کر دیتے تھے۔ آپ کی نگاہ کامل پڑتے ہی طالبِ حق پر حجابات اٹھنے لگتے تھے اور اسرار الٰہیہ وا ہو جاتے تھے۔ آپ سرکار قطب المدار کے روحانی فیض سے سرشار تھے اور سیدنا سرکار قطب المدار کی شان فقر وتصوف کے وارث تھے۔ اسی لیے ایسے کمالات اور اوصاف کے پیکر نظر آتے تھے۔ آپ کی صحبتِ بافیض سے طالبِ راہِ حق مسلمان سے مومن اور ناقص سے خالص اور محبّ سے محبوب بن جاتا تھا۔ (معارفِ امیر الاولیاء، ص: ۶۱۵/۶۱۶)

حضور امیر الاولیاء کی روشن ضمیری

عالم ربانی حضور امیر الاولیاء کی ذاتِ گرامی بہت سارے محاسن کا عطر بیز مجموعہ تھی۔ ان کی تابناک شخصیت کا ہر پہلو جاذبِ فکر ونظر اور ان کی حیاتِ کا ہر گوشہ قابلِ قدر اور لائقِ رشک ہے۔ دینی نقطۂ نظر سے بڑی کامیاب زندگی گذار کر

آپ دنیا سے رخصت ہوئے اور آنے والی نسلوں کے لیے واضح خطوط اور رہنما نقوش چھوڑ گئے۔ آج بھی آپ کی تربتِ انور سے یہ صدا کانوں میں گونج رہی ہے:

نشانِ منزلِ مقصود ہے میری تربت
نشاں یہ چھوڑتا ہوں اہلِ کارواں کے لیے

نشانِ منزلِ مقصود بننے کے لیے آپ نے اپنی حیاتِ مستعار میں سخت ریاضات اور کٹھن مجاہدات کیے، تب کہیں جا کر مسافرِ منزلِ مقصود اور نشانِ راہِ معبود بنے۔ آپ کی علمی و روحانی شخصیت کے آسمان پر علم و عمل، اخلاص و تقویٰ، پارسائی و بے ریائی، شعور و دانائی، فکر و بصیرت، فقر و استغنا اور تدبّر و تفکر کے ماہ و نجوم جھلملاتے نظر آتے ہیں۔ حضور سیدنا سید بدیع الدین حسنی حسینی المعروف بہ سرکار قطب المدار " کی نگاہِ عنایت نے آپ کو ذرّے سے آفتاب اور قطرے سے سمندر بنا دیا۔ آپ " فنا فی الشیخ " اور " پیرِ روشن ضمیر " تھے۔ آداب والقاب کی گرم بازی نے آج ہر شخص کو " پیرِ روشن ضمیر " بنا دیا ہے، لیکن حقیقت میں دیکھا جائے تو " پیرِ روشن ضمیر " اس عظیم المرتبت ہستی کو کہا جاتا ہے جو ہر جہت سے کامل و اکمل اور اس کا باطن ظاہر سے زیادہ منور و تابناک ہو۔ جو انسان شریعت و طریقت اور علم و تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہو، اس کا سینہ معرفت الٰہی اور تجلیاتِ ربانی کا مدینہ ہو، اطاعتِ رب اور رضائے مولیٰ میں جو ہر لحہ منہمک و مستغرق رہا کرتا ہو۔ اتباعِ شریعت اور پیرویِ سنت کے سانچے میں اس کا وجود ڈھلا ہوا ہو، درحقیقت ایسا ہی باکمال انسان " پیرِ روشن ضمیر " کہلانے کا حقدار ہے۔ اہلِ علم کی صراحت کے مطابق " پیرِ روشن ضمیر " اسے کہتے ہیں جو اپنے بے پناہ علم و روحانیت، تقویٰ و طہارت، حقیقت و معرفت اور تجلیاتِ الٰہی کی بدولت مخفی امور اور نگاہوں سے پوشیدہ احوال کو جان لے اور اپنے نورِ ولایت سے ثریا سے ثریٰ تک دیکھ لے۔ " اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللّٰہ " میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ حضور امیر الاولیاء اپنے وقت کے جامعِ شریعت و طریقت، عالمِ ربّانی، صوفیِ باصفا اور مرشدِ کامل ہونے کے ساتھ ایک پیرِ روشن ضمیر بھی تھے۔

جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ و الرضوان فرماتے ہیں: نورِ ایمان سے جب مومنِ کامل کا دل جگمگا اٹھتا ہے تو اس کا پاکیزہ اثر روحانیت پر اس درجہ پڑتا ہے کہ روح مرتبۂ کمال پر پہنچ جاتی ہے۔ حیوانیت و درندگی دور اور لوازمِ بہیمیت کافور ہو جاتے ہیں۔ اس وقت انسان اخلاق حمیدہ سے آراستہ و پیراستہ ہو کر انسانِ کامل بن جاتا ہے۔

(معارفِ حدیث، ص:۸)

نورِ ایمان اور تجلیِ اخلاص و تقویٰ ہی انسان کو مومنِ کامل بناتی ہے اور مومنِ کامل ہی درحقیقت " پیرِ روشن ضمیر " ہوتا ہے اور سچ پوچھیے تو انسانِ کامل و مومنِ کامل جیسے بلند ترین مقام کا حصول ہی ولایت و روحانیت کا نقطۂ آغاز ہے۔ جب ایک عالمِ ربّانی اور باعمل صوفی کاملیت و صالحیت کے درجے پر فائز ہو جاتا ہے تو تائیدِ الٰہی اس کے شاملِ حال اور تجلیاتِ ربانی اس کے سروں پر سایہ فگن ہو جاتی ہیں اور نتیجے کے طور پر مخفی امور اور پوشیدہ احوال اس پر منکشف ہونے لگتے ہیں۔ عالمِ ربانی اور پیرِ روشن ضمیر اس باکمال فرد کو کہتے ہیں جو بیک وقت فقہِ کلامی (علم الکلام)، فقہِ احسانی (تصوف و طریقت) اور فقہِ اسلامی (شرعی مسائل) کا عالم بھی ہو اور اس پر عامل بھی۔ عالم ربانی حضور امیر الاولیاء فضلِ الٰہی اور عنایتِ محبوبِ باری سے ایک عالمِ ربانی اور مرشدِ لاثانی تھے۔ آپ فقہِ کلامی اور فقہِ اسلامی و احسانی کے رمز آشنا عالم و فاضل تھے۔ معرفتِ الٰہی، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت، اتباعِ

شریعت اور اطاعتِ سنت جیسے روحانی اعمال کی ادائیگی نے آپ کو" انسانِ کامل و مومنِ کامل" بنانے کے ساتھ آپ کے سینے کو تجلیاتِ ربانی کا گہوارہ بنا دیا تھا اور تجلیاتِ ربانی کے اس ظہور نے آپ کو"پیرِ روشن ضمیر" کا بلند و بالا مقام بھی عطا کیا تھا۔

حضرت امیر الاولیاء کی روشن ضمیری سے متعلق بیشمار واقعات سینوں میں محفوظ ہیں اور آج بھی لوگ ان کا اظہار کرتے ہیں۔ موضوع سے متعلق صرف دو مختصر واقعات ذکر کرتا ہوں۔ پیکرِ علم وحکمت ترجمان مداریت حضرت علامہ مفتی محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ علوی منظری مداری دام ظلہ العالی (قومی ترجمان آل انڈیا علما و مشائخ بورڈ) نے راقم الحروف کو بتایا کہ پندرہ سولہ سال قبل کی بات ہے کہ میں مکن پور شریف گیا تھا۔ مجھے آم کھانے کا بڑا شوق ہے۔ مکن پور شریف سے پہلے ایک قصبہ بلہور ہے۔ میں وہاں سے مکن پور شریف جانے کے لیے تانگے پر بیٹھا۔ راستے میں آم کھانے کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ اس وقت حضور امیر الاولیاء مکن پور شریف ہی میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے اپنے صاحب زادے یا کسی ارادت مند سے فرمایا کہ آج ہمارے مرید و خلیفہ مفتی حبیب الرحمٰن صاحب آنے والے ہیں، جاؤ بازار سے اچھا سا دسہری آم لے آؤ اور ان کو کھلاؤ۔ جب کہ اس سلسلے میں حضرت کو میں نے کوئی پیشگی اطلاع نہیں دی تھی۔

حضرت مفتی حبیب الرحمٰن صاحب مداری ہی کا بیان ہے کہ ایک بار عرسِ حضور قطب المدار علیہ الرحمہ میں میری حاضری ہوئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ عرس کی ہماہمی میں میری جیب سے سارے پیسے غائب ہو گئے۔ اب مجھے فکر لاحق ہوئی کہ کرایہ نہیں ہے، گھر کیسے پہنچوں گا۔ میں نے پلان بنایا کہ کسی سے قرض لے کر گھر چلا جاؤں گا۔ جب عرس ختم ہو گیا تو حضرت کے پاس ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا اور رخصت کی اجازت چاہی۔ اس وقت حضرت نے مجھے چار ہزار روپے دیے اور فرمایا کہ آپ کو گھر جانا ہے، پیسوں کی ضرورت پڑے گی، یہ رکھ لو۔ اس واقعہ کی اطلاع میں نے حضرت کو نہیں دی تھی، بایں ہمہ آپ کو اس کا علم ہو گیا۔

بڑودہ گجرات میں آپ کے ایک مرید جناب محمد حنیف صاحب رہا کرتے تھے، ان کی اہلیہ کے زیورات اچانک غائب ہو گئے، الماری اور گھر کا کونہ کونہ چھان مارا گیا لیکن زیورات اور پیسے نہیں ملے، تھک ہار کر حضرت امیر الاولیاء کو بذریعۂ موبائل زیورات اور پیسے کی گمشدگی کی اطلاع دی اور رونے لگے۔ حضرت نے فرمایا: پریشان مت ہو، چوری نہیں ہوئی ہے، مال الماری ہی میں ہے۔ چنانچہ جب دوبارہ الماری دیکھی تو واقعی پورے زیورات اور پیسے الماری ہی سے دستیاب ہوئے۔ اس طرح حضرت امیر الاولیاء کے کشف و کرامات اور خوارقِ عادات کے سینکڑوں واقعات ہیں جو حیات اور بعدِ وصال ظاہر ہوئے۔

حضور امیر الاولیاء کی تقویٰ شعار زندگی

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔ (تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی و پرہیزگار ہے)۔ تقویٰ ایمان کا زیور اور اسلام کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ تقویٰ وہ روحانی وصف ہے جو صاحب تقویٰ کو عند اللہ و عند الناس معزز و مکرم بنا دیتا ہے۔ تقویٰ، خیرات و حسنات کا مجموعہ اور دیگر فضائل و کمالات کے حصول کا ایک بہترین ایمانی و روحانی نسخہ ہے۔ بندۂ مومن

میں ہر قسم کی بھلائیاں اور خوبیاں اسی تقویٰ کے باعث پیدا ہوتی ہیں، اس لیے تقویٰ کو محاسن کا منبع، فضائل کا سرچشمہ اور خیرات وحسنات کا مصدر کہا گیا ہے۔ صحنِ قلب میں چاندنی اسی نورِ تقویٰ کی وجہ سے پھیلتی ہے اور نتیجتاً انسان کا دل شفاف آئینے کی طرح جگمگانے لگتا ہے۔ کشتِ ایمان واسلام میں ہریالی اور سرسبز وشادابی اسی ابرِ بہاراں (تقویٰ) کے باعث پیدا ہوتی ہے اور سچ پوچھیے تو جسے تقویٰ کی دولت گراں مایہ ہاتھ لگ گئی، وہی دنیا وآخرت کا امیر ترین انسان بن گیا۔ رئیس الاتقیاء حضرت ابو طالب مکی رضی اللہ عنہ اپنی مایۂ ناز تصنیف "قوت القلوب" میں فرماتے ہیں: الایمان عریان و لباسہ التقویٰ، یعنی ایمان ایک عریاں حقیقت ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے بغیر ایمان واسلام ناقص ونامکمل ہیں۔ گویا تقویٰ ایمانِ کامل کے لیے جزوِ لازم اور شرطِ اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو شخص جتنا زیادہ متقی وپرہیزگار ہوگا، وہ اتنا ہی زیادہ کامل الایمان اور اکمل الاسلام ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام عملی سطح پر تقویٰ کے معاملے میں اپنی توانائیاں زیادہ صرف کرتے ہیں۔

تصوف کی کتابوں میں ایک باب "تقویٰ" سے متعلق ضرور ہوتا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ تقویٰ ایک ایسی چنگاری ہے جو خرمنِ معصیت کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور انسان کو حسنات کا پیکر بنا دیتی ہے۔ انسان کے اندر جب تک تقویٰ کا وصف پیدا نہیں ہوتا، وہ نہ اوامر کی پابندی کرتا ہے اور نہ منہیات سے اجتناب برتتا ہے۔

آسان لفظوں میں یہ سمجھا جائے کہ اوامر (مثلاً فرائض، واجبات، سنن ؟ مستحبات، مباحات) کو بجا لاکر منہیات (حرام، مکروہ، اسائت، خلافِ اولیٰ وغیرہ) سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔

جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: تقویٰ شریعت مطہرہ میں معصیت (گناہ) سے بچنا اور تمام احکام الٰہی کو بجالانا ہے۔ لہٰذا تقویٰ کے اندر تمام بھلائیاں داخل ہیں۔
(معارفِ حدیث، ص:۶۰)

تقویٰ کی مذکورہ تعریف بہت جامع ہے۔ اگر تقویٰ صرف احکامِ الٰہی بجالانے کا نام ہوتا اور برائیوں سے بچنا اس میں شامل نہ ہوتا تو تقویٰ کی تعریف میں وہ جامعیت نہیں ہوتی۔ ایک طرف انسان احکام الٰہی اور اوامرِ شرعی کو انجام دیتا اور دوسری طرف معصیت وگناہ کا بازار گرم کرتا تو ایسی بھلائی کس کام کی اور ایسی عبادت سے کیا فائدہ؟ کسبِ طاعت اور حصولِ عبادت سے کہیں زیادہ اہم اجتناب عن المعصیۃ (گناہوں سے بچنا) ہے۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے کیا ہی خوب لکھا ہے: عبادت الٰہی بڑی چیز ہے۔ فلاحِ دارین و عزتِ دنیا وعقبیٰ کا باعث ہے۔ خوشنودیِ خدا اور رضائے مولیٰ کا سبب ہے۔ عبادت بڑی نعمت اور بڑی دولت ہے، اس کے فوائد گنتی وشمار سے باہر ہیں، لیکن عبادت سے بھی اہم فرض اجتناب عن المعصیت ہے۔ خداوندِ قدوس کی نافرمانی سے بچنا عبادت پر مقدم ہے۔ کتنا ہی بڑا عابد ہو جب تک وہ اللہ عز و جل کے محارم سے نہ بچے، عبادت کے ثمرات وبرکات سے کما حقہ مستفیض نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے حضور سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے محارم (حرام کاموں) سے بچے تو لوگوں میں سب سے بڑا عابد وہی ہے۔

ترمذی شریف کی مشہور حدیث ہے: اتق اللہ حیثما کنت، یعنی جہاں کہیں رہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو یعنی تقویٰ اختیار کرو۔ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام نووی قدس سرہ فرماتے ہیں: أي اتقه في الخلوة كما تتقيه في الجلوة بحضرة الناس و اتقه في سائر

الأمكنة و الأزمنة ۔یعنی جس طرح لوگوں کے سامنے جلوت میں اللہ سے ڈرتے ہو، اسی طرح خلوت میں بھی اللہ سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو اور ہر جگہ ہر لمحہ تقویٰ کا ثبوت دو۔

حضور امیر الاولیاء قدس سرہ کی زندگی و بندگی ایک انفرادی شان رکھتی ہے۔ آپ کی روحانی تڑپ اور صوفیانہ فکر و کردار کا ایک ابھرا ہوا نقش اور نکھرا ہوا رنگ آپ کی تقویٰ شعار زندگی ہے۔ زہد و تقویٰ آپ کی زندگی کا سب سے نمایاں، دلکش اور جاذبِ نظر پہلو ہے۔ زہد و تقویٰ کے معاملے میں آپ کا مقام اتنا اونچا ہے کہ آپ کے تقویٰ و طہارت اور آپ کی پرہیز گاری و پارسائی کی قسمیں کھائی جا سکتی ہیں اور آپ کی تقویٰ شعار زندگی کی مثال دی جا سکتی ہے۔ ہم عصر علما و مشائخ نے آپ کو "متقیِ اعظم" قرار دیا اور بعض اہلِ علم نے تو یہاں تک کہا ہے کہ ہم نے اپنی زندگی میں ایسا کامل صوفی اور حد درجہ متقی و پرہیز گار انسان بہت کم دیکھا ہے۔ تقویٰ و طہارت کی چاشنی نے آپ کی زندگی کو پُر وقار اور سدا بہار بنا دیا تھا۔ سفر، حضر، خلوت، جلوت، ہر جگہ تقویٰ آپ کے ساتھ ساتھ چلتا۔ زہد و پارسائی اور تقویٰ شعاری کے معاملے میں آپ بلا شبہ نمونۂ اسلاف تھے۔ معاصرین علما و مشائخ نے آپ کی چمکتی پیشانی پر "امیر الاولیاء" کی جو کلاہِ افتخار سجائی ہے، وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ آپ اپنے زمانے کے بلا شبہ امیر الاولیاء تھے کہ آپ کی تقویٰ شعار زندگی کو دیکھ کر عارفانِ حق اور اولیائے امت کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آپ کی بارگاہِ فیض سے ولایت و روحانیت کی جو نہریں رواں ہیں، وہ در اصل آپ کے بے مثال تقویٰ کے نتائج و ثمرات ہیں۔

حضور امیر الاولیاء قدس سرہ ایک جید عالم دین، باعمل صوفی، مرشدِ طریقت اور تقویٰ شعار بزرگ تھے۔ ایمان وعقیدہ کی پختگی اور عمل و اخلاص کی مضبوطی و پاسداری کے ساتھ تقویٰ اور اس کے لازمی تقاضوں پر عمل در آمد آپ کی زندگی کا طرّہ امتیاز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی زندگی میں فقرا جیسی قناعت و توکل، اصفیا جیسی عبادت و ریاضت اور اتقیا جیسی اتباعِ سنت اور استقامت علی الشریعۃ کا نمایاں جوہر پایا جاتا ہے۔ علم و عمل کا حسین سنگم، شریعت و طریقت کا امتزاج، زہد و ورع کی تجلی، اور تقویٰ و طہارت کی جلوہ گاہ جیسے بھاری بھرکم القاب و آداب اگر کوئی تخیل کی دنیا سے ہٹ کر بزمِ حقیقت میں دیکھنا چاہے تو وہ حضور امیر الاولیاء کی پاکیزہ زندگی کو دیکھ لے۔ اللہ اللہ! کتنی باوقار اور تقویٰ شعار زندگی تھی آپ کی! دنیاداری اور دنیا کی ہنگامہ آرائی سے بہت دور مگر پھر بھی ہمہ وقت مصروف و سرگرداں۔ گوشۂ خموشی اور محفل تنہائی میں رہتے ہوئے بھی مسلسل متحرک و فعال۔ کبھی ذکر و اذکار اور اوراد و وظائف میں منہمک تو کبھی مسندِ ارشاد و وعظ پر متمکن ہو کر علم و حکمت کے موتی لٹاتے ہوئے، کبھی بزرگوں کے ادب و احترام کا درس دیتے ہوئے تو کبھی بچوں اور چھوٹوں پر شفقت و رافت کے پھول برساتے ہوئے نظر آتے۔ رہن سہن میں وہ پاکیزگی و عمدگی کہ جس سے عالمانہ اور شاہانہ طمطراق صاف دکھائی دیتا۔ چہرے پہ تقدس کی لکیر آپ کے مردِ خدا ہونے کی دلیل فراہم کرتی۔ آپ کے زہد و تقویٰ کا یہ حال تھا کہ دن بھر درس ارشاد، وعظ و تلقین اور دوسرے ضروری کاموں میں مصروف اور بندگانِ خدا کی حاجت روائی میں مشغول رہتے اور رات کا ایک حصہ ذکر الٰہی اور تہجد گزاری میں صرف ہوتا۔ معارفِ امیر الاولیاء کا یہ صداقت آمیز اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

حضور سید منظر علی میاں علیہ الرحمہ تقویٰ و طہارت، صدق و اخلاص، زہد و ورع، صبر و توکل، اخلاقِ کریمانہ، سخاوت و شجاعت، تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، اکرامِ اکابر و

اصاغر اور حقوق اللہ و حقوق العباد جیسے مومنانہ اوصاف کی ادائیگی کے پیکر انسان تھے۔(معارفِ امیر الاولیاء، ص:۶۲۱)

پیر طریقت الحاج سید محضر علی مداری کے بقول: والدِ ماجد قطب عالم مولانا سید کلب علی رحمۃ اللہ علیہ نے (حضور امیر الاولیاء کا نام) منظر علی شاید اسی لیے رکھا کہ آپ کی عادات وصفات وخیالات، علم، حلم، صداقت وتدبر، اخوت و صلہ رحمی وانسانیت ظاہری وباطنی تمام صفات مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مشابہ پائے جاتے تھے۔

تصوف درحقیقت اتباعِ شریعت واطاعتِ سنت کا نام ہے۔ نماز کی پابندگی اور قوانینِ شرع کی پاسداری کے بغیر کوئی بھی شخص پیر، صوفی، متقی یا ولی نہیں ہوسکتا۔ حضور امیر الاولیاء قدس سرہ السامی کی ولایت اور تقویٰ شعار زندگی کی سب سے بڑی دلیل ان کی دینداری و پرہیزگاری اور استقامت علیٰ الشریعۃ ہے۔ جب تک بقیدِ حیات رہے، شریعت وطریقت کے بنیادی اصول وقوانین پر سختی کے ساتھ عمل پیرا رہے۔ آپ کی تقویٰ شعاری کی سب سے مضبوط اور قوی دلیل یہ ہے کہ آپ فرائض و واجبات کے علاوہ سنن و مستحباب پر آخری دم تک کاربند رہے۔ پنج وقتہ نمازِ باجماعت کی ادائیگی کے علاوہ دیگر نوافل بھی آپ پابندی کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ خانوادہ؟ مداریہ کی باوقار شخصیت، حضور امیر الاولیاء کے برادرِ اصغر حضرت مولانا سید محضر علی مداری رقم طراز ہیں:

آپ سیدنا ابوالوقار ہی کی طرح کبھی کوئی نفل نماز، تہجد، چاشت، اشراق، اوّابین قضا نہ کرتے۔ زندگی کے آخری لمحات تھے۔ میں ان کے پاس موجود تھا، میں نے دیکھا نیلی نیلی آنکھوں سے اچانک گوہر آبدار برسنے لگے، عرض کیا: میاں! کیوں روتے ہیں، کیا بات ہے؟ کہنے لگے: آج ستائیس سال میں پہلی بار میری علالت کی وجہ سے اوّابین قضا ہوگئی، پیٹ میں شدت کی تکلیف تھی۔ مجھ سے کہنے لگے دیکھو گواہ رہنا میں اپنے رب سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوں اور کلمۂ طیبہ کی تلاوت کرنے لگے۔

حضور امیر الاولیاء کے مرید جناب مولانا عارف منظری ازہری صاحب کو حضرت کی بافیض صحبت اور خدمت بابرکت میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے انہوں نے حضرت کی خلوت وجلوت کو بہت قریب سے دیکھا ہے اور سفر وحضر میں ان کے ساتھ رہے ہیں۔ وہ حضور امیر الاولیاء کی سوانح حیات میں اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فرائض و واجبات سنن ومستحبات کی پابندی ذکر الٰہی سے لرزتا وجود عشق رسالت میں آنسو بہاتی ہوئی آنکھیں ذکر رسول اور اصحاب رسول اس انداز میں کرنا جیسے شب وروز نبی کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابۂ کرام کے درمیان گزرے ہوں نام محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم آتے ہی آنکھوں کا موتیاں برسانا کسی غیر کی تکلیف کو اپنی تکلیف محسوس کرنا وغیرہ مؤمنانہ صفات ہر ایک کو آپ کا گرویدہ بنا دیتی ہیں۔

حضور امیر الاولیاء

ایک باکمال سالکِ طریقت

ائمۂ طریقت نے طریقت کی راہ پر چلنے والوں کو دو خانوں میں تقسیم کیا ہے: (۱) سالک (۲) مجذوب۔ مجذوب وہ ہیں جو جذب الٰہی سے ولایت کے بلند مقام پر پہنچتے ہیں۔ ان حضرات پر انوارِ الٰہی کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ وہ اس غلبہ سے مغلوب ہوجاتے ہیں۔ ان میں اس غلبہ کو برداشت کرنے کی قوت نہیں رہتی، ان کا ہوش وحواس کھو جاتا ہے، ان پر جذب طاری ہوتا ہے، وہ ہر وقت دیدارِ الٰہی سے سرشار رہتے ہیں۔

اس حالت میں ان کی عجیب کیفیت ہوتی ہے، ان سے شریعت کی پابندی نہیں ہوتی، زبان سے کبھی کبھی ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جو قابل گرفت ہوتے ہیں اوران کو" شطحیات " کہتے ہیں۔ کیوں کہ مجذوب انوارِالٰہی سے ہوش میں نہیں ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ جملے ان کے لیے قابل گرفت نہیں ہیں۔ ان حضرات سے ہدایت خلق کا کام نہیں لیا جاتا ہے۔ مشائخ نے فرمایا ہے کہ مجذوب کو پیرنہیں بنانا چاہیے۔

سالک راہ طریقت پر چلنے والے وہ اللہ کے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں جو غلبۂ شوق کے باوجود طریقت کی راہ کو آہستہ آہستہ ہوش وحواس کے ساتھ طے کرتے ہیں اور اللہ کی مخلوق کی ہدایت فرماتے ہیں۔ وہ ہمہ وقت شریعت کی پابندی کا خیال رکھتے ہیں۔ جادۂ طریقت پر چلنے والوں کو جذب اور سلوک دونوں منزلوں سے گزرنا ہوتا ہے۔ ایک سالک کی اللہ کی رحمت اور مرشد کی توجہ سے جب جذب کی منزل سے ترقی ہوتی ہے تو وہ سلوک کی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ اس وقت اسے سالک کہتے ہیں۔ مختصراً یوں سمجھنا چاہیے کہ مجذوب ولی بے ہوش اور سالک ولی باہوش ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے کہ سالک کا کام مخلوقِ خدا کی ہدایت کرنا اور ہمیشہ ہرلمحہ اتباعِ شریعت کی روشنی میں زندگی گزارنا ہے۔ حضور امیر الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری زندگی ہدایتِ خلق، اتباعِ شریعت اور اطاعت سنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ آپ کی باکمال علمی و روحانی شخصیت کا سب سے معتبر حوالہ یہ ہے کہ آپ جامعِ شریعت و طریقت، مصلحِ امت، داعیِ قوم، مرشدِ برحق، سالکِ راہِ مولیٰ، صوفیِ باصفا، شبلیِ وقت اور جنیدِ دوراں تھے۔ آپ کو مملکتِ علوم ظاہری و باطنی کی سربراہی و سلطانی بخشی گئی تھی۔ علومِ شرعیہ کے علاوہ سلوک وتصوف کے حقائق ومعارف سے آگاہ ایک سالکِ طریقت اور ولیِ کامل کی حیثیت سے آپ کی ایک انفرادی شناخت ہے۔ " معارفِ امیر الاولیاء " کا یہ مختصر اقتباس ہمارے دعویٰ کو ثبوت فراہم کرتا ہے: حضور امیر الاولیاء ولیِ کامل تھے۔ کیوں کہ آپ کی زندگی کا ہر پہلو سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رنگا ہوا تھا۔

تبلیغی اسفار اور بے مثال دینی وملی خدمات

حضور امیر الاولیاء کی پوری زندگی دعوت وتبلیغ اور دینِ اسلام کی ترویج واشاعت میں بسر ہوئی۔ آپ کی مخلصانہ تبلیغی مساعی سے ہزاروں افراد کو ہدایت کی دولت نصیب ہوئی اور بیشمار بندگانِ خدا صراطِ مستقیم پر گامزن ہوئے۔ دین کی تبلیغ کی خاطر آپ نے وطنِ عزیز ہندوستان کی تمام ریاستوں کا دورہ کیا اور وہاں دین وسنیت کی قندیلیں روشن کیں۔ اس حوالے سے علامہ نیاز مکن پوری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اس روئے زمین پر خاصانِ خدا مثلِ آفتاب و مہتاب تشریف لائے ہیں اور اپنی گوناگوں صلاحیتوں کے ذریعے کفر وشرک کی وادیوں میں بھٹک رہے انسانوں کو عرفان الٰہی کا جام پلا کر صراطِ مستقیم پر دائمی استقلال بخشا ہے۔ انہیں خاصانِ خدا میں مبلغِ اسلام و مداریت، امام التصوف حضور سیدنا سید منظر علی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بابرکت ہے، جنہوں نے ہزاروں تشنگانِ حق کو جامِ توحید پلایا۔ لاکھوں صراطِ مستقیم سے متزلزل انسانوں کو پائے استقلال سے نوازا۔ یوپی، ایم پی، بنگال، بہار، اے پی، راجستھان، گجرات، مہاراشٹر، کرناٹک، دہلی، نیپال، پاکستان، سعودیہ عربیہ وغیرہ میں آپ نے بے مثال قربانی دے کر علمِ اسلام بلند فرمایا اور ایسے ایسے کفرستانی علاقے جو انسانیت کے لیے قبرستان سے کم نہ تھے، وہاں پر آپ نے شمعِ ہدایت کو روشن فرما کر چمنستان میں تبدیل فرمایا اور وہاں کی فضا کو

عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے معطر فرمایا۔ (سوانح حیات امیر الاولیاء سرکار منظر ابوالوقار سید منظر علی علیہ الرحمہ صفحہ ۳۳ ۳۴/ ناشر منظر ابوالوقار مکن پور شریف)

حضور امیر الاولیاء اللہ رب العزت کے ان محبوب و مقبول بندوں میں سے تھے، جن کا ہر قدم شریعت کے مطابق اٹھتا تھا۔ آپ کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفی ﷺ کی تصویر تھی۔ آپ کا چلنا پھرنا، سونا، جاگنا کھانا پینا سب شریعت وسنت کے مطابق تھا۔ خشیت الٰہی اور خوفِ خداوندی سے آپ کا سینہ لبریز تھا اور آپ صحیح معنوں میں ان علمائے ربانین میں سے تھے جن کے متعلق قرآن ناطق ہے: انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ آپ کے دل میں خشیتِ ربانی اس قدر غالب تھی کہ آپ خوفِ خدا سے روتے تھے اور گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی طلب کیا کرتے تھے۔ آپ کی زندگی بندگی سے عبارت تھی۔ "زندگی آمد برائے بندگی" کے فارمولے پر آپ عمل پیرا تھے اور "زندگی بے بندگی" کو آپ دنیا وآخرت میں وجہِ ندامت وشرمندگی تصور کرتے تھے۔ آپ کی کامیاب اور قابلِ رشک حیات تقویٰ و پرہیز گاری سے سرشار تھی۔ عبادت واطاعت، اتباعِ شریعت وسنت اور اللہ ورسول کی رضا جوئی آپ کو محبوب و مرغوب تھی۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا آپ کا شیوہ تھا۔ آپ فرائض و واجبات سنن ومستحبات کے غایت درجہ پابند تھے۔ اگر کوئی آپ کی بارگاہ میں بیعت ہونے کی غرض سے حاضر ہوتا تو آپ سختی کے ساتھ اسے فرائض و واجبات ادا کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ کے ایک مریدِ صادق کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی حضور! اپنی کوئی کرامت بیان کیجیے تو آپ نے فرمایا: میری سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ الحمدللہ سفر وحضر میں میری کبھی ایک نماز بھی قضا نہیں ہوئی۔ ایک راوی اور بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ کو بہت قریب سے دیکھا ہے اور پہچانا ہے، الحمدللہ! آپ کے ساتھ حج کی سعادت بھی حاصل ہوئی ہے، مجھے جس چیز نے اسلامی رنگ و بو کا دلدادہ بنایا ہے اور عشق رسالت مآب ﷺ کی دولت دی ہے، اس میں سب سے زیادہ آپ کا سنن مصطفوی ﷺ کو پابندی سے ادا کرنا ہے۔ آپ خود بھی شریعت و سنت پر عمل کرتے اور دوسروں کو بھی سنتوں پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ (معارفِ امیر الاولیاء، ص: ۶۹۵)

حضرت امیر الاولیاء منصبِ ولایت پر فائز تھے

اولیائے کاملین اور بزرگانِ دین، وارثینِ انبیا اور نمونۂ اسوۂ اہلبیت رسول وصحابہ ہوا کرتے ہیں۔ "مَحاسِنُہ تُذَکِّرُنا الصحابۃَ" یعنی جس کے اوصاف ومحاسن صحابۂ کرام کی یاد دلائیں، اس کی ولایت میں شک نہیں کیا جا سکتا۔ حضور امیر الاولیاء کا شمار بھی انہیں پاکباز نفوس اور عظیم المرتبت اشخاص میں ہوتا ہے، جن کی زندگی و بندگی کو دیکھ کر صحابۂ کرام کی بے مثال زندگیوں کی تصویر نگاہوں میں پھر جاتی ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو مجموعۂ محاسن اور پیکرِ کمالات بنایا تھا۔ آپ کا ہر وصف قابلِ قدر اور ہر کمال لائقِ توصیف تھا۔ تقویٰ و پرہیزگاری کے آپ مقامِ رفیع پر فائز تھے۔ قرآنی ارشاد: الذین آمنوا وکانوا یتقون کے مطابق ایمانِ کامل اور تقویٰ و تقدس، ولایت کی واضح ترین نشانی ہے۔ جو جتنا بڑا مومن و متقی، کامل الایمان اور صاحبِ تقویٰ ہوگا، وہ اتنا ہی بڑا ولی اور صاحبِ ولایت ہوگا۔ علما ومفسرین اور عارفین نے "ولی اللہ" کی کثیر علامات بیان فرمائی ہیں۔ متکلمین کہتے ہیں کہ ولی وہ ہے جو صحیح اور دلیل پر مبنی اعتقاد رکھتا ہو اور شریعت کے مطابق نیک اعمال بجا لاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت قربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ عزّ وجلّ کے ساتھ مشغول رہنے کا نام ہے۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف

نہیں رہتا اور نہ کسی شئی کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ حضرت ابنِ زید کے بقول: ولی وہ ہے جس میں " اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ۔ کی صفت موجود ہو یعنی ولی وہ ہے جو ایمان وتقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ تفسیرِ خازن میں مرقوم ہے کہ ولی وہ افراد ہیں جو طاعت یعنی فرماں داری سے قربِ الٰہی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا دلیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کفیل ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کا حقِ بندگی ادا کرنے اور اس کی مخلوق پر رحم کرنے کے لیے وقف ہو گئے۔

مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں جب حضور امیر الاولیاء کی کتابِ زیست کے زرّیں اوراق کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو آپ ولایت کے منصبِ جلیل پر فائز نظر آتے ہیں۔ آپ کی تقدس مآب شخصیت سے ولایت کے آثار ہویدا تھے۔ آپ ولیِ کامل، عارفِ باللہ اور صوفی صافی بزرگ تھے۔ آپ کے چہرے پر تقدس کا چمکتا آفتاب آپ کے ولیِ کامل ہونے کا ثبوت فراہم کرتا تھا۔ آپ کو دیکھ کر خدا کی یاد آتی تھی اور یہ منظر ملاحظہ کرنے والے سینکڑوں افراد آج بھی موجود ہیں۔ حسّان الہند حضرت علامہ شہرت ادیب فرماتے ہیں کہ " حضور صوفی سید منظر علی میاں علیہ الرحمہ سرزمینِ مکن پور شریف کی ایسی عظیم المرتبت اور بارعب شخصیت ہیں کہ ان کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے" اور یہ چیز آپ کی ولایت وروحانیت کی روشن دلیل ہے۔ آپ کے سوانح نگار عارف منظری ازہری لکھتے ہیں:

حضور امیر الاولیاء علیہ الرحمہ جب بارگاہِ الٰہی میں نماز کے لیے قیام فرماتے تو آپ " اَن تعبد اللہ کاَنک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک" کا پیکر نظر آتے۔ حضور امیر الاولیاء کی ذات بابرکت میں طہارت و پاکیزگی، تقویٰ و پرہیزگاری، ادب وسلیقہ، وقار وشائستگی، تمیز وحسنِ انتخاب، ہمدردی، خیر خواہی، شیریں کلامی، تواضع و انکساری، ایثار و قربانی، خلوص و بے غرضی، استقلال و پامردی، فرض شناسی، خدا ترسی، توکّل اور جراَتِ اقدام وغیرہ مومنانہ اوصاف نے اس قدر غیر معمولی کشش اور اتھاہ جاذبیت پیدا کر دی تھی کہ نہ صرف اہلِ اسلام بلکہ اسلام سے نا آشنا بندگانِ خدا بھی بے اختیار آپ کی طرف کھنچنے لگتے تھے۔ آپ کے زہد وتقویٰ اور عند اللہ مقبولیت ومحبوبیت ہی کی وجہ ہے کہ سرزمینِ مکن پور شریف میں جب کوئی دو فریق آپس میں کسی وجہ سے اختلاف کر لیتے اور وہ مسئلہ طوالت اختیار کر لیتا اور کسی سے حل نہیں ہوتا تو دونوں فریق آپ کو اپنا فیصل منتخب کرتے اور آپ جو فیصلہ سنا دیتے، اس فیصلہ پر دونوں فریق سرِ تسلیم خم کر دیتے۔ آپ کے دور میں یہ اعزاز سرزمینِ مکن پور شریف میں آپ کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں تھا۔

دلائل وشواہد سے مزین مذکورہ بالا تحریر سے یہ حقیقت پوری طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضور امیر الاولیاء کی علمی وروحانی شخصیت ہر جہت سے مسلّم ہے۔ آپ سرکار سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار قطب المدار علیہ الرحمہ کی زندہ کرامت تھے۔ آپ کی زندگی صوفیائے کبار کا عملی نمونہ تھی۔ آپ کی ہمہ جہت دینی وملی، علمی اور روحانی خدمات قابلِ قدر اور لائقِ تقلید ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں آپ کے علمی و روحانی فیوض وبرکات سے مستفیض فرمائے آمین!

یہ مختصر تحریر آپ کے مرید وخلیفہ ارشد ترجمان مداریت حضرت علامہ مفتی محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ علوی منظری مداری دامت برکاتہم اور آپ کے جانشین حضور فخر المشائخ علامہ پیر سید محمد اظہر علی میاں قبلہ جعفری مداری دامت فیوضہم سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مداریہ مکنپور شریف کے حسب الحکم بعجلت تمام تحریر کی گئی امید ہے کہ فقیر قادری رضوی مصباحی کی یہ ادنیٰ محبت ان شاء اللہ تعالیٰ فلاح دارین کا سبب بنے گی۔

فتنۂ قادیانیت ناسورِ امت

از قلم: شہزادۂ قطب المدار جانشین حضور امیر الاولیاء اشرف الاصفیاء حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ

سید محمد اظہر علی جعفری وقاری المداری دامت برکاتہم القدسیہ

صدر الصدور سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مداریہ مکنپور شریف ضلع کانپور یوپی انڈیا

نوٹ: ۱۲؍ستمبر ۲۰۲۳ء کو والد بزرگوار عالم ربانی حضور امیر الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس سراپا قدس کے موقعہ پر ان کے مرید و خلیفہ مناظر اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد حبیب الرحمٰن علوی منظری مداری سربراہ اعلیٰ جامعہ عزیزیہ اہلسنت ضیاء الاسلام جھبراؤں شریف ضلع سدھارتھنگر یوپی و دیگر علمائے سلسلہ کی مساعی جمیلہ سے ملکی سطح پر امیر الاولیاء سیمینار کا انعقاد کیا گیا تھا اس موقعہ پر کافی تاخیر سے پہونچنے کے سبب بعض علماء کرام کے مقالات شامل (معارف امیر الاولیاء) مجموعۂ مقالات نہ ہوسکے تھے جس کی وجہ سے سیمینار انتظامیہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ادیب مداریت شہزادۂ قطب المدار حضرت علامہ ڈاکٹر سید مقتدیٰ حسین میاں جعفری مداری دامت برکاتہم کی مستحکم ادارت میں دارالنور مکنپور شریف سے شائع ہونے والے سہ ماہی مجلہ رہبر نور میں ان مقالات کو شائع کر دیا جائے اس موقعہ پر فقیر مداری نے محسوس کیا کہ عالمی پیمانہ پر پھیلے ہوئے فتنۂ قادیانیت سے اہل اسلام کو بچانے کے لئے ایک مضمون شامل اشاعت کردوں تاکہ آقا علیہ السلام کی ختم نبوت کے پہرہ داروں میں اس خاکسار کا بھی شمار ہو جائے اور ممکن ہے اللہ کریم اس مضمون کو باعث رشد وہدایت امت بنادے۔

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

سید محمد اظہر علی جعفری المداری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ رب العلمین الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم خاتم النبیین رحمۃللعالمین

و باالمؤمنین رؤف رحیم

امابعد

قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اناخاتم النبیین لانبی بعدی

صدق رسول اللہ الکریم

تاجدارکائنات سیدالانس والجان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں آپ کی خاتمیت پر ایمان رکھناضروریات دین سے ہے کوئی بھی انسان عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان رکھے بغیر مؤمن ہو ہی نہیں سکتا۔

عقیدۂ ختم نبوت قرآن کریم کی متعدد آیات اور آقاعلیہ السلام کی کئی احادیث سے روز روشن کی طرح واضح اور ثابت ہے۔

زمانۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے لے کر آج تک امت مسلمہ محمدیہ کااس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ آقاعلیہ السلام کی نبوت مبارکہ کے بعد آپ کے دور ظاہری میں یاآپ کے بعد قیامت تک حقیقی ظلی بروزی تابعی طفیلی ہرقسم کی نبوت کادروازہ بند ہوچکاہے جس پر قرآن کریم کی آیت مبارکہ ماکان محمد ابااحد من رجالکم ولٰکن رسولَ اللہِ وخاتمَ النبیین نے مہر وسند تصدیق ثبت فرمادیاہے۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں لفظ خاتم النبیین فرمایا گیاجس کامعنیٰ آخری نبی ہے یہ معنیٰ ایسا قطعی اور اجماعی ویقینی ہے کہ صدرِاول سے امت کاتعلیم یافتہ طبقہ تواپنی جگہ عوام بھی اس کامعنیٰ آخری نبی ہی جانتی اور سمجھتی ہے

اگرہم کتب احادیث کامطالعہ کریں توذخیرۂ احادیث میں بے شمار حدیثیں اس عقیدہ کی قطعیت وحتمیت پر مل جائیں گی ان میں سے چند ہدیۂ قارئین ہیں:

حدیث کی مشہورومعتبر کتب صحیح مسلم سنن ابوداؤد سنن ابن ماجہ جامع ترمذی اور مسند امام احمد ابن حنبل میں مروی ہے:

انه سیکون فی امتی کذّابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی.

یعنی بے شک عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے ان میں کا ہر ایک اپنے کو نبی گمان کرے گا جب کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

راس المحدثین حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح بخاری میں روایت کرتے ہیں:

مَثَلِی ومثل الانبیاء کمثل رجل اِبتَنٰی داراً فاکملها واحسنها الا موضع لُبنَۃٍ فکل من دخلها فنظر الیها قال مااحسنها الا موضع اللبنة فانا موضع اللبنة فختم بی الانبیاء.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اور دیگر تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کسی نے ایک خوبصورت مکمل مکان تعمیر کیا جس میں ایک اینٹ نہیں لگائی اس کی جگہ خالی چھوڑ دیا اس مکان میں جو شخص جاتا تو کہتا کہ یہ مکان تو انتہائی خوبصورت ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے (جس کے سبب مکان ادھورا لگتا ہے) (تو جان لو کہ) اس خالی اینٹ کی جگہ میں ہوا مجھ پر سلسلۂ انبیاء کو ختم کر دیا گیا۔

انہیں اور ان جیسی دیگر احادیث طیبات کی بناء پر زمانۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ نے ختم نبوت کے مسئلہ کو ضروریات دین میں شمار کیا ہے خاتم الانبیاء اور خاتم النبیین کا معنٰی آخری نبی ہی مراد لیا ہے اور اس میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش کو ناجائز و حرام بلکہ کفر قرار دیا ہے

حضرت امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی میں فرماتے ہیں:

کذالک یکفر من اِدّعیٰ نبوۃَ احدٍ مع نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم او بعده .... فهؤلاء کفار مکذبون للنبی صلی اللہ علیه وسلم لانه صلی اللہ علیه وسلم اخبر عن اللہ تعالیٰ انه ارسل کافة للناس واجمعت الامة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره ان مفهوم المرادبه دون تاویل ولا تخصیص فلاشك فی کفر هؤلاء الطواف کلها قطعا اجماعا وسمعا.

ترجمہ:اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہے جو ہماری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ مبارک میں یا آپ کے زمانہ (ظاہری) کے بعد کسی کی نبوت کا دعوی کرے (آگے چند کفری عقائد کے حاملین کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں) یہ سب کافر ہیں اور نبی پاک علیہ السلام کو جھٹلانے والے ہیں کیونکہ آقا علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کو تمام کے لئے رسول بنایا گیا ہے اور پوری امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے لفظ خاتم النبیین اپنے ظاہری معنیٰ پر محمول ہے اور اس کلام سے جو کچھ سمجھا جاتا ہے (یعنی حضور پاک علیہ السلام کا آخری نبی ہونا) یہی اس سے مراد ہے جس میں نہ تو کوئی تاویل ہے اور نہ ہی کوئی تخصیص لہذا قرآن وحدیث اور اجماع امت کے اعتبار سے مذکورہ بالا لوگوں کے کافر ہونے میں ہر گز ہر گز کوئی شک وشبہ نہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان الامة فهمت من هذااللفظ انه افهم عده نبی بعده ابدا وعد رسول بعده ابدا وانه ليس فيه تاويل ولاتخصيص ومن اوله بتخصيصٍ فكلامه من انواع الهذيان لايمنع الحكم بتكفيره مكذب لهذاالنص الذى اجمعت الامة على انه غير مؤول ولامخصوص. (کتاب الاقتصاد امام محمد غزالی صفحہ ۱۱۴)

ترجمہ: اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ پوری امت محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خاتم النبیین کا یہی مفہوم مراد لیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ سلم کے بعد کبھی بھی کوئی نبی اور رسول نہیں ہو گا اس امر میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ کوئی تخصیص اگر اس مسلمہ اور مبینہ مسئلہ میں کوئی تخصیص وتاویل کرے تو وہ بکواس اور بے بنیاد ہے اس میں تاویل و تخصیص کرنے والے کو کافر کہنے سے کوئی ممانعت نہیں اس لئے کہ اس نے کتاب اللہ کی اس نص کو جھٹلایا جس کے متعلق پوری امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ کوئی تخصیص۔

فقہ حنفی کی انتہائی معتبر ومستند کتاب فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

اذالم يعرف الرجل ان محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم آخرالانبياء فليس بمسلم. (فتاویٰ عالمگیری جلد دوم صفحہ ۲۶۳)

تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر آج تک صحابۂ کرام تابعین عظام اولیاء کاملین علماء فقہاء محدثین ومفسرین الغرض پوری امت مسلمہ کا یہی مذکورہ عقیدہ اور متفقہ موقف رہا لیکن تیرہویں صدی ہجری میں جب انگریز سامراج نے اپنی حکومت کے پایوں کو کمزور ہوتے اور اپنے قدم کو اکھڑتے دیکھا اور اپنی حکومت وسلطنت کے زوال کا سب سے کلیدی سبب اسلامیان ہند کو محسوس کیا تو اس نے بڑی عیاری اور چالاکی کے ساتھ مسلمانان ہند میں پھوٹ ڈالنے کے لئے کچھ گندم نما جو فروش مسلمان ملاؤں کو خرید لیا اور مسلمانوں کے متفق علیہ اور مسلمہ عقائد و نظریات کے خلاف اپنے ان زر خریدوں سے آواز بلند کروانے لگے۔

انگریزوں کی اس پالیسی کا مقصد فقط یہ تھا کہ مسلمانوں میں پھوٹ پڑ جائے اور مسلمان آپس میں دست و گریباں ہو کر رہ جائیں انہیں کسی دوسری طرف دیکھنے اور توجہ کرنے کا موقعہ ہی نہ مل سکے۔

مسلمانوں کے آپسی ٹکراؤ اور اختلاف باہمی کی خشت اول رکھنے کے لئے انگریزوں کو دہلی کے باا ثر علمی شاہ ولی اللہی گھرانے سے اسماعیل دہلوی مل گئے جنہوں نے تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھ کر مسلمانان ہند میں فرقہ بندی کی بنیاد رکھی اور اس کتاب میں ان عقائد و نظریات کو غیر اسلامی عقائد و نظریات لکھا جنہیں امت مسلمہ روز ازل سے اپنے ایمان وعقیدہ کا حصہ سمجھ رہی تھی مولوی اسماعیل دہلوی کے علاوہ مزید کئی لوگوں کو انگریزوں نے اپنے ناجائز مقصد کے حصول کے لئے خریدا انگریزوں کے انہیں زر خرید غلاموں میں ایک مشہور و مردود نام مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کا بھی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی ہندستان کے صوبہ پنجاب میں واقع ضلع گورداسپور کی ایک بستی قادیان میں پیدا ہوا۔

(یہ عجیب اتفاق ہے کہ کذاب ہند مرزا قادیانی نے اپنی تصنیف کردہ دو کتابوں میں اپنا سنہ پیدائش الگ الگ لکھا ہے چنانچہ مرزا نے اپنی تصنیف کتاب البریہ کے صفحہ ۱۴۶ پر اپنا سنہ پیدائش ۱۸۳۹/ ۴۰ء لکھا ہے جب کہ اپنی دوسری کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۶۸ پر اپنی سنہ پیدائش ۱۸۴۵ء لکھا ہے)

مرزائے قادیان نے اپنی مختلف کتابوں میں اپنا نسبی تعلق کئی قوموں سے لکھا ہے چنانچہ ضمیمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۷۷ پر اپنا نسب نامہ برلاس نامی قوم سے لکھا ہے اور اپنی دوسری کتابیں رسالہ اربعین کتاب البریہ تحفۂ گولڑویہ وغیرہ میں سے کسی میں اپنے کو چینی نسل سے لکھا کسی میں فارسی نسل سے لکھا کسی میں اپنے کو بنی اسرائیل سے کسی میں مغل نسل سے لکھا اور کسی میں خود کو حضرت بی بی پاک سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ

علیہا کی نسل سے لکھا (گویا مرزا کو پوری زندگی اپنا اصلی نسب ہی نہ مل سکا)

جس طرح مرزا قادیانی مختلف نسلوں کے مجموعہ کا پروڈکٹ ہے اسی طرح وہ مختلف المسالک اساتذہ کا شاگرد بھی ہے۔

چنانچہ مرزا کی اپنی کتاب کتاب البریہ کے مطابق مرزا نے چھ سات سال کی عمر میں مولوی فضل الٰہی حنفی ساکن قادیان سے قرآن کریم اور فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور تقریباً دس سال کی عمر میں مولوی فضل احمد (اہل حدیث) فیروزپوری سے فن نحو و صرف کا آغاز کیا اور سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں مشہور شیعہ عالم مولوی گل علی شاہ بٹالوی سے حکمت منطق اور نحو وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔

مرزا قادیانی کے والد غلام مرتضیٰ کو انگریزوں کی طرف سے سات سو روپے سالانہ بہ طور پینشن ملا کرتے تھے انگریزوں کا یہ سالانہ وظیفہ ان کے لئے تاحیات مقرر تھا یہ رقم اس دور کے اعتبار سے ایک بڑی رقم تھی جس سے مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر خاندان کی اطمینان بخش گزر بسر ہو رہی تھی۔

قادیانی لٹریچر سیرت المہدی جلد اول صفحہ ۳۴/۳۵ پر لکھا ہے کہ:

ایک مرتبہ مرزا کے والد نے یہ وظیفہ والی رقم وصول کرنے کے لئے مرزا کو بھیج دیا مرزا غلام قادیانی اپنے چچیرے بھائی امام الدین کے ساتھ گئے اور رقم پانے کے بعد خوب گلچھرے اڑائے جب رقم ختم ہوگئی تو امام الدین نے کوئی اور راہ لی اور مرزا قادیانی اپنے باپ کے خوف سے سیالکوٹ بھاگ گیا یہ واقعہ ۱۸۶۴ء کا ہے سیالکوٹ میں مرزا قادیانی اپنے ایک ہم سبق دوست لالہ بھیم سین کے ساتھ پندرہ روپے ماہوار پر کچہری میں ملازم ہو گئے۔

مرزا قادیانی کے واقف کاروں کا بیان ہے کہ:

مرزا نے سیالکوٹ کچہری کی ملازمت کے دوران رشوت ستانی سے خوب ہاتھ رنگے اور یہی ناجائز کمائی تھی جس سے اس نے اپنی دوسری بیوی کے لئے چار ہزار روپے کے زیور بنوائے تھے۔

(رئیس قادیان ص ۲۴)

علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے عربی اور فارسی کے استاذ مولوی میر حسن صاحب سیالکوٹی کا بیان ہے کہ:

مرزا قادیانی کے پاس قرآن کریم کا جو نسخہ تھا اس میں سورۂ ناس کے اختتام پر مرزا قادیانی نے قوت باہ کا ایک نسخہ لکھ رکھا تھا۔ (رئیس قادیان ص ۲۷)

اس بات سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مرزا قادیانی کے دل میں قرآن کریم کی کیسی اہمیت تھی اور یہاں یہ بات بھی غور کے قابل ہے کہ اپنی بیوی بچوں سے کافی دور الگ تھلگ رہتے ہوئے بھی موصوف کو قوت باہ کے نسخہ کی کیوں ضرورت تھی؟

مرزا قادیانی نے سیالکوٹ میں دوران ملازمت مولوی الٰہی بخش صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف اسکول کے ذریعہ قائم کردہ ایک انگریزی اسکول میں منشی امیر شاہ سے انگلش کی ایک دو کتابیں پڑھیں۔(سیرۃ المہدی جلد اول ص ۱۳۵)

سیالکوٹ ہی میں رہتے ہوئے مرزا قادیانی نے ملک شاہ سے وابستگی اختیار کی اور ان سے کچھ علم نجوم سیکھا پھر محمد صالح نامی ایک عرب سیالکوٹ آئے تو ان سے مرزا نے فن نجوم اور علم رمل سیکھے وہ ان دونوں علوم کے ماہر تھے۔(چودھویں صدی کا مسیح ص ۴۳)

سنہ ۱۸۶۸ء می مرزا قادیانی اپنے دیرینہ رفیق لالہ بھیم سین کے ساتھ مختاری کے امتحان میں بیٹھا اس میں لالہ صاحب تو پاس ہو گئے لیکن مرزا کی قسمت نے یاوری نہ کی اور وہ فیل ہو گیا۔

(سیرۃ المہدی ج ا ص ۱۳۵)

مرزا قادیانی اپنی افتاد طبع کے سبب ملازمت سے تنگ آچکا تھا اب احساس ناکامی نے مزید دلبر داشتہ کر دیا لیکن اپنے والد کی یک سالہ پینشن کی رقم ادھر اُدھر اڑا دینے کی وجہ سے باپ کا خوف دامن گیر تھا اور گھر واپسی کی ہمت نہ ہو رہی تھی مگر چار پانچ سال کی جدائی کے سبب باپ کا دل اس کے لئے پسیج گیا اور انہوں نے مزا کو قادیان آنے کی اجازت دے دی پھر کیا تھا مرزا قادیانی فورا مستعفی ہو کر اپنے وطن قادیان واپس آگیا۔(کتاب البریہ ص ۱۵۲/۵۳)

قادیان واپس آکر مرزا نے سوانگ رچا اپنے بال بچوں سے بے تعلق ہو کر مردانہ نشست گاہ میں گوشہ نشین ہو گیا اور ساری گھریلو ذمہ داریوں سے کنارہ کش ہو کر تسخیری عملیات اور اوراد و وظائف میں مصروف ہو گیا آٹھ نو ماہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا اس دوران مرزا نے اپنے بقول خوراک بالکل کم کر دی تھی اور بڑے بڑے عجائبات دیکھا کبھی عین حالت بیداری میں سامنے کچھ روحیں محسوس ہوئیں اور کبھی سرخ وسفید اور سبز رنگ کے فلک دلکش نورانی کھمبے نظر آئے۔

(کاویہ جلد دوم ص ۲۰۱)

مرزا قادیانی کے اس ظاہری ریاضت و مجاہدہ اور اظہار وزہد و تقدس و پارسائی سے دو مقصد تھے اولا مرزا کے تعلق سے ان کے والد کو جو بد ظنی اور شکوک و شبہات تھے وہ اس سے دور کرنا چاہتے تھے مگر مرزا اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہوا اور اس کے والد پوری زندگی اس کی بد چلنی آوارگی اور بد عملی کا شکوہ کرتے رہے۔ (رئیس قادیان ص ۴۳)

ثانیا مستقبل مرجع خلائق بننے کی جو شدید خواہش مرزا کے دل میں کروٹیں لے رہی تھی اس کے لئے علم نجوم سے واقفیت کے بعد فن مسمریزم پر بھی کامل دستگاہ کی ضرورت تھی حقیقت میں آٹھ نو ماہ کی یہ ریاضت فن مسمریزم کی عملی مشق ہی تھی۔

۱۸۷۶ء میں لگ بھگ پچاسی سال کی عمر میں مرزا قادیانی کے والد غلام مرتضیٰ فوت ہو گئے اس وقت تک مرزا قادیانی مرجع خلائق بننے کی تمام تیاریاں پوری کر چکا تھا مرزا نے شروع میں خود کو اسلام کا ایک سچا خادم اور مبلغ بنا کر امت مسلمہ کے سامنے پیش کیا جس کے سبب شہر لاہور پاکستان میں اس کے عقیدت مندوں کا ایک بڑا حصہ تیار ہو گیا اور پھر بتدریج وہ آگے بڑھتا رہا پہلے مجدد اسلام اور مثیل مسیح بنا پھر مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا مدعی ہوا کچھ عرصہ کے بعد نبی اور رسول بالآخر خدا تک ہونے کا دعویٰ کر بیٹھا۔

مرزا کے دعاوی کو بتدریج تین ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

(۱) ۱۸۸۲ء سے ۱۸۹۰ء کے اختتام تک مرزا نے خود کو ملہم من اللہ مجدد اور مثیل مسیح بنا کر پیش کیا۔

(۲) ۱۸۹۱ء سے ۱۹۰۱ء تک اس دور میں مرزا نے اپنے کو مہدی معہود اور مسیح موعود بنا کر پیش کیا۔

(۳) ۱۹۰۱ء سے اپنی موت یعنی ۱۹۰۸ء تک مرزا نے نبی ورسول ہونے کا دعویٰ کرنے ساتھ بے شمار دعاوی کئے حتیٰ کہ اپنے خدا ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔

غالبا اس چرخ نیلی نے مزا قادیانی جیسا بے ادب اور محروم شخص کسی کو نہ دیکھا ہو گا۔

انگریز کے اس خود کاشتہ پودے نے امت کے تمام مشہور اکابر اولیاء اللہ تابعین صحابہ اور اہلبیت تک سے خود کو بڑا ثابت کرنے کی ناپاک جسارتیں کیں۔

چنانچہ سید السادات امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا علیہ السلام کی بارگاہ میں جسارت کرتے ہوئے مرزا قادیانی لکھتا ہے:

پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔ (ملفوظات احمدیہ جلد اول ص ۱۳۱)

سید الشہداء سیدنا امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں بے شمار گستاخیاں لکھیں چنانچہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ:

افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں مذکور ہے۔ (نزول المسیح ص ۴۵)

ایک مقام پر لکھا کہ

اور بخدا اسے (امام حسین کو) مجھ سے کچھ زیادت نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو۔

آگے لکھتا ہے:

میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔
(نزول المسیح ص ۸۱)

مزید ایک مقام پر لکھتا ہے کہ:

تم نے اس کشتہ (سیدنا امام حسین) سے نجات چاہی جو ناامیدی سے مر گیا۔

ایک اور مقام پر لکھتا ہے کہ

کیا تو اس (امام حسین) کو تمام دنیاء سے پرہیز گار سمجھتا ہے اور یہ تو بتلاؤ کہ اس سے دینی فائدہ کیا پہونچا اے مبالغہ کرنے والو۔ (روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۸۱/۱۸۰)

نزول المسیح ص ۹۹ ر پر مرقوم ہے، مرزا قادنی نے کہا:

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

یعنی میری گریبان میں سو حسین ہیں (معاذاللہ تعالیٰ)

قادیانی فتنہ دراصل انگریزی حکومت کی پیداوار ہے اس لئے اس فتنہ سے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں

کو شدید نقصان پہونچا اس کی حقیقت خود مرزا کی زبانی دیکھیں۔

مرزا قادیانی نے انگریزی گورنمنٹ کے ایک حاکم اعلیٰ کو ایک خط لکھا تھا جس کا ایک اقتباس یہ ہے:

میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسمائے مریدین روانہ کرتا ہوں مدعاء یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہے عنایت خاص کا مستحق ہوں۔۔۔ صرف التماس یہ ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کرچکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔

درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ

منجانب مرزا غلام احمد از قادیان

مورخہ ۲۴/فروری ۱۸۹۸ء

(مُندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۹/۲۰ مولفہ میر قاسم علی قادیانی)

الغرض انگریزی حکومت کے اس خود کاشتہ پودے نے اپنی جھوٹی نبوت کو ترقی دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات انبیاء ورسل اہلبیت وصحابہ اولیاء امت علماء محدثین شہداء صلحاء ہر ایک کی توہین و گستاخی کر ڈالی۔

اس فتنۂ خبیثہ کی سرکوبی کے لئے ہر دور میں رجال اللہ کھڑے ہوئے اور اس سے مسلمانوں کے دین وایمان کو بچایا:

- مرزا کے دور میں فاتح قادیان اعلیٰ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی

- مخدوم الاولیاء شیخ المشائخ مجدد سلسلۂ اشرفیہ اعلحضرت پیر سید علی حسین اشرفی کچھوچھوی
- امیر ملت اعلیٰ حضرت پیر جماعت علی محدث علی پوری
- قطب عالم مولانا سید کلب علی جعفری مداری مکنپور شریف
- علامہ غلام دستگیر قصوری
- خواجہ قمر الدین سیالوی
- علامہ شاہ احمد نورانی
- علامہ شاہ ابوالحسنات سید محمد احمد اشرفی لاہوری
- علامہ سید پیر کرم شاہ ازہری
- علامہ مفتی محمد حسین نعیمی اشرفی (رحمہم اللہ)

جیسی بے شمار عبقری و یگانۂ روزگار شخصیات نے فتنۂ قادیانیت کا شدید رد و ابطال فرمایا۔
مولائے کریم ان تمام کی تمام دینی علمی ملی اور سماجی خدمات کو شرف قبولیت عطاء فرمائے۔

□□□

فضائل و شمائل پنجتن

۳۶۳ صفحات پر مشتمل ایک نایاب کتاب

مصنف: مفتی محمد اسرافیل حیدری مداری

ہم ادارہ رہبر نور کو

حضور امیر الاولیاء نمبر

کی مبارکباد پیش کرتے ہیں

مختصر تعارف حضور امیر الاولیاء عالم ربانی منظر ابوالوقار سید محمد منظر علی مداری قدس سرہ العزیز

از قلم: شہزادۂ امیر الاولیاء حضرت قاری سید عرفات علی مداری مکنپور شریف

اس عالم رنگ و بو میں جب جب کفر و شرک کی تاریکیوں نے شفق ایمانی پر ضلالت و گمراہی کی دبیز چادر ڈالنے کی کوشش کی ہے تو نور و ایمان کی شعاؤں نے حق و ہدایت کی روشنی بکھیر کر قادر مطلق کی قدرت مطلقہ کا دیدار کرایا ہے اور معبود حقیقی کی معرفت کا عینک عطا کیا ہے۔

اللہ رب العزت ہر دور میں بتقاضائے زمانہ لوگوں کی رہبری اور رہنمائی کے لئے بندگان خاص کو مبعوث فرماتا رہا ہے انہوں نے تکوینی تشریعی نظام الہی کی باگ ڈور کو بحسن و خوبی سنبھالا ہے اور مقصد حیات و ممات کی یاد دہانی کرائی ہے ظلم و طغیان کے سیلاب میں غرقاب انسانیت کو عدل و انصاف کے ساحل پر پہنچایا ہے اس روئے زمین پر یہ خاصان خدا مثل آفتاب و مہتاب تشریف لائے ہیں اور اپنی گونا گوں صلاحیتوں کے ذریعہ کفر و شرک کی وادیوں میں بھٹک رہے انسانوں کو عرفان الہی کا جام پلا کر صراط مستقیم پر دائمی استقلال بخشا ہے۔

انہیں خاصان خدا میں مبلغ اسلام و مداریت امام التصوف عالم ربانی حضور سیدنا سید منظر علی مداری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بابرکات بھی ہے جنہوں نے ہزاروں تشنگان حق کو جام توحید پلایا لاکھوں صراط مستقیم سے متزلزل انسانوں کو پائے استقلال سے نوازا یوپی، ایم پی، بنگال، بہار، راجستھان، گجرات، مہاراشٹر، کرناٹک، نیپال، پاکستان، سعودیہ عربیہ، وغیرہ میں آپ نے بے مثال قربانی دے کر علم اسلام کو بلند فرمایا اور ایسے کفرستانی علاقے جو انسانیت کے لئے قبرستان سے کم نہ تھے وہاں پر آپ نے شمع ہدایت روشن فرما کر چمنستان اسلام میں تبدیل فرمایا اور وہاں کی فضا کو عشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خوشبو سے معطر فرمایا۔

ذیل میں اسی مرد حق آگاہ کا سوانحی خاکہ پیش ہے ملاحظہ فرمائیں

اسم شریف: سید منظر علی جعفری مداری

والد گرامی: قطب عالم ابوالوقار سید کلب علی جعفری مداری

والدہ ماجدہ: سیدہ نزہت النساء جعفریہ مداریہ

کنیت: ابوالاظہر

نسب: فاطمی حسنی حسینی

ولادت باسعادت

۱۶ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۵۴ء بروز جمعہ جب آپ کی ولادت ہوئی تو پورا گھر رحمت و نور کا گہوارہ بن گیا پیدائش کے وقت آپ کی پیشانی میں نور ولایت چمک رہا تھا والد گرامی مرشد برحق رفیع الدرجات مقتداء اہل سنت حضور سیدنا ابوالوقار علامہ مفتی سید کلب علی مداری علیہ الرحمۃ والرضوان کی مسرتوں کی انتہا نہ رہی اس لئے کہ حامل نسبت اویسیہ حضور سیدنا ابوالوقار جانتے تھے کہ میرا یہ فرزند ارجمند کرۂ ارض کو منور کرنے والے سورج کی طرح تاریک دلوں کو روشنی

عطا کرے گا ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں قطب الاقطاب حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار زندہ شاہ مدار مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلۂ عالیہ کی تبلیغ و اشاعت کے لئے بے مثال قربانیاں دیگا۔

اذان واقامت

امام التصوف حضور سیدنا ابوالاظہر منظر ابوالوقار کی پیدائش کے بعد آپ کے والد محترم نے سنت کے مطابق آپ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت فرمائی۔

رسم بسم اللہ خوانی

دار النور مکن پور شریف کے قدیم دستور کے مطابق جب آپ کی عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو ۲۰ رجب المرجب ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۸ء کو آپ کے والد بزرگوار حضور ابوالوقار نے ایک دعوت عام فرمائی اور پوری شان وشوکت کے ساتھ اپنے فرزند سعید کو لے کر بارگاہ قطب المدار میں حاضر ہوئے علماء ومشائخ کا ایک جم غفیر وہاں جلوہ بار تھا بارگاہ قطب المدار میں آپ کو بسم اللہ شریف کی تعلیم حضور سیدنا حکیم ظہیر الحق مداری رحمۃ اللہ علیہ نے دی رسم بسم اللہ کے وقت بسم اللہ شریف کے علاوہ وہ دیگر کلمات حسنہ بھی پڑھائے جاتے ہیں جنہیں غیر مانوس ہونے کی وجہ سے بچے بمشکل پڑھ پاتے ہیں مگر سیدی مرشدی حضور منظر علی علیہ الرحمہ نے بسم اللہ شریف کے علاوہ وہ دیگر کلمات بھی بآسانی بلند آواز کے ساتھ پڑھ لئے حضور ابوالاظہر علیہ الرحمہ نے ابتدائی تعلیم قاعدہ بغدادی یسرنا القرآن، قرآن پاک اور اردو کی چند ابتدائی کتابیں خانقاہ عالیہ مداریہ کے قدیم ادارہ "مدرسہ وقار العلوم عثمانیہ" کے مکتب میں منشی سید کرامت حسین مداری، منشی سید احمد الدین مداری، سید سرکار حسین مداری، مولانا غلام حسین مداری، حافظ عبد الصمد مداری، وغیرہ سے پڑھیں اسکے بعد آپ نے اپنے والد بزرگوار قطب عالم سید کلب علی مداری علیہ الرحمہ سے عربی فارسی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے کسی بڑے جامعہ میں جانے کی خواہش ظاہر فرمائی تو والد ماجد نے آپ کو بڑی محبت و شفقت کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا اور مژدہ سنایا بیٹا تمہیں کون پڑھائے گا تم کو تو سرکار مدار العالمین پڑھائیں گے تمہیں مزید کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی ضرورت نہیں فرمایا جاؤ بیٹا کوئی کتاب لے آؤ اردو کی پہلی یا دوسری کتاب لے کر والد بزرگوار کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے حضور ابوالوقار نے فرمایا بیٹا پڑھو آپ نے چند سطریں ہی پڑھیں تھیں کہ والد محترم نے فرمایا بیٹا بس اور اپنے سینے سے لگا کر اپنی وہبی امانتوں کا امین بنا کر علم وحکمت کا بحر بیکراں بنا دیا حضور ابوالاظہر علیہ الرحمہ بظاہر کسی مدرسہ میں حصول تعلیم کے لئے تشریف نہیں لے گئے مگر اس کے باوجود آپ علم قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، منطق، فلسفہ، سائنس وغیرہ علوم وفنون میں ید طولیٰ ومہارت کاملہ رکھتے تھے علماء و مشائخ کے سامنے ایسے ایسے علمی اشکالات اور ان کے جوابات پیش فرماتے کہ سبھی دم بخود رہ جاتے آپ کا انداز گفتگو اور طریقۂ تبلیغ وارشاد ایسی انفرادیت کا حامل تھا جو آپ کے علاوہ میں قطعی معدوم نظر آتا تھا آپ کی بارگاہ میں بصد خلوص زانوئے ادب تہ کرنے والے علم شریعت و طریقت دونوں کا پیکر ہوا کرتے تھے آپ علم تصوف کے ناپیدا کنار سمندر تھے ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے تشنگان معرفت آپ کی بارگاہ میں آکر خوب خوب علم وعرفان کے جام سے سیرابی حاصل کرتے اور شریعت وطریقت کا مجموعہ بن

کر "بلغوا عنی ولو آیۃ" کا درس لے کر اپنے اپنے وطن واپس لوٹتے علما و مشائخ کے مابین آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ مشائخ کرام آپ کو اپنی خصوصی نشستوں میں بلاتے اور آپ کو خاص مقام عطا فرماتے اور علمی مباحث کا ایک طویل سلسلہ چل پڑتا، مشائخ آپ سے اظہار خیال چاہتے آپ انتہائی مؤدب انداز میں محققانہ جواب مرحمت فرماتے مشائخ عظام آپ کے جواب پر مہر تصدیق ثبت فرمادیتے حضور سیدنا امیر الاولیاء عالم ربانی سید منظر علی مداری قدس سرہ کا عارفانہ جواب سن کر بابائے قوم ملت حضور سیدنا حکیم سید ولی شکوہ مداری و دیگر اکابرین علیہم الرحمہ والرضوان فرماتے بیٹا منظر علی تمہاری جیسی عارفانہ گفتگو کے لئے ایک عمر چاہئے اور جی بھر کر دعاؤں سے نوازتے۔

بیعت وخلافت

والد محترم کی نگاہ کیمیا اور تربیت خاصہ نے حضور ابوالاظہر سیدنا امیر الاولیاء علیہ الرحمہ کو ایسا گوہر آبدار بنادیا تھا جس سے علم وحکمت کی نورانی شعائیں پھوٹ پھوٹ کر چرخ عالم کو منور کرنے لگی تھیں خدا طلبی اور عشق رسول بچپن ہی سے طبیعت میں ودیعت تھا۔

جب والد مکرم حامل نسبت اویسیہ حضور سیدنا ابوالوقار کی نگاہ ولایت نے آپ میں مرشد برحق بننے کی اہلیت کا مشاہدہ فرمالیا تو ۱۹۷۲ء میں سلسلۂ عالیہ مداریہ میں بیعت کیا اور سلسلۂ عالیہ کے تمام مخصوص اوراد واعمال واشغال مرحمت فرما کر اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور اپنے علوم کسبیہ اور وہبیہ کا وارث وامین بنا کر طریقت ومعرفت سے سیراب فرمایا۔

زہد وتقویٰ

قرآن مقدس کی روشنی میں بزرگ ترین وہی ہے جو صاحب تقویٰ ہے اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے:

"ان أكرمكم عندالله أتقاكم"

ترجمہ: (بیشک اللہ کے یہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے)

اور تقویٰ بغیر علم کے نہیں ہوسکتا چاہے وہ درسگاہ سے ملے یا من جانب اللہ ملے یا بزرگوں کی نظر سے ملے اور علم بغیر عمل کے ایسے ہی ہے جیسے درخت بغیر پھل کے علم کے بغیر تبلیغ و ارشاد کا کام بھٹکنا اور بھٹکانا ہے مبلغ کا کردار قوم کے لئے نمونۂ عمل ہوتا ہے مبلغ مداریت امام التصوف حضور ابوالاظہر سید منظر علی مداری علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات علم وعمل کا سنگم تھی آپ کا وجود مکمل اسلامی رنگ میں رنگا ہوا تھا۔

آپ اخلاص کے پیکر تھے آپ کے وعظ ونصیحت میں اخلاص درس اول کی حیثیت رکھتا تھا آپ فرمایا کرتے تھے اخلاص سب سے اہم شئی ہے دنیا میں اخلاص ہی کامیابی کی بنیاد ہے، بظاہر کوئی کتنا ہی بڑا نیکی کا کام کرلے لیکن اس کی نیت کے متعلق یہ معلوم ہوجائے کہ اس کا مقصد ذاتی یا شہرت یا نمائش تھا تو اس کام کی قدر و قیمت فوراً نگاہوں سے گر جاتی ہے، حضور ابوالاظہر سرکار امیر الاولیاء علیہ الرحمہ کی زندگی کا کوئی بھی گوشہ اسلام کے دائرے سے خارج نہیں تھا زندگی کے ہر گوشہ کو اتباع رسول سے سیراب فرماتے سن شعور کی عمر سے کبھی بھی روزہ یا نماز قضا نہیں ہوئی آپ جب بارگاہ الٰہی میں نماز کے لئے قیام فرماتے تو آپ

"ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك" کا پیکر نظر آتے۔

حسان الہند حضرت علامہ شہرت ادیب صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ حضور صوفی سید منظر علی علیہ الرحمہ سرزمین مکن پور شریف کی ایسی عظیم المرتبت بارعب شخصیت ہیں کہ ان کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے، کیوں نہ فرماتے اس لئے کہ سیدی و مرشدی حضور ابوالاظہر سرکار امیر الاولیاء علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات میں طہارت و پاکیزگی، تقوی و پرہیزگاری، ادب وسلیقہ، وقار و شائستگی، تمیز و حسن انتخاب، ہمدردی، خیر خواہی، شیریں کلامی، تواضع و انکساری، ایثار و قربانی، خلوص و بے غرضی، استقلال و پامردی، فرض شناسی، خدا ترسی، توکل اور جرات اقدام وغیرہ مومنانہ اوصاف نے اس قدر غیر معمولی کشش اور اتھاہ جاذبیت پیدا کردی تھی کہ نہ صرف اہل اسلام بلکہ اسلام سے نا آشنا بندگان خدا بھی بے اختیار آپ کی طرف کھنچے لگتے تھے۔

آپ کی پابندء نماز کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ سفر فرماتے تو گاڑی کے ڈرائیور سے پہلے نماز پڑھوانے کا عہد لیتے اگر وہ راضی ہوتا تو آپ گاڑی پر سوار ہوتے ورنہ گاڑی ترک فرما دیتے ایک مرتبہ شدت بیماری کے سبب آپ کی نفل نماز اوابین چھوٹ گئی، جس کے سبب آپ اتنا روئے کہ آپ کے پاس موجود سبھی اس کیفیت سے لرز اٹھے اور خوف خدا سے آنسوؤں کی بارش ہونے لگی۔

حسن اخلاق

جب ہم حضور سیدنا ابوالاظہر سرکار امیر الاولیاء علیہ الرحمہ کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ کی زندگی اعلیٰ اخلاق کے زیور سے مزین نظر آتی ہے،

آپ ہمیشہ لوگوں کے ساتھ رحمت و رافت عفو و درگزر سے پیش آتے تھے دوسروں کے لئے ایثار و قربانی کے جذبے سے کام لیتے تھے، قرابت داروں کے ساتھ تعلق خاطر رکھتے ان سے حسن سلوک سے پیش آتے ان کے دکھ درد میں شریک ہوکر تعلقات کو خوشگوار رکھتے، اگر کسی سے کوئی تکلیف پہنچتی تو اسے معاف فرما دیتے اور عفو و درگزر سے کام لیتے، کسی کے گھر تشریف لے جاتے یا کسی دینی محفل میں شریک ہوتے تو سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مطابق دخول وجلوس فرماتے، عدل واحسان جو قرآنی تعلیمات کے دو اہم اصول ہیں کا دامن کبھی بھی اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑتے۔

ازدواجی زندگی ہو یا لین دین کے معاملات یتیموں بیواؤں غربا و مساکین کے حقوق ہوں یا خاندانی معاملات ان سب میں عدل و انصاف سے کام لیتے چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عزت وعظمت بجالاتے۔

خدمت والدین

قرآن و حدیث والدین کے ساتھ حسن سلوک، ہمدردی، خیر خواہی، نرم خوئی، شیریں کلامی اور تواضع وانکساری کے ساتھ پیش آنے کا حکم دے رہے ہیں، اللہ عزوجل نے جہاں اپنی اطاعت گزاری فرماں برداری کا حکم صادر فرمایا ہے وہیں اسی حکم کے ساتھ والدین کے مقام ومرتبہ اور عزت وعظمت کو دوبالا بھی فرمادیا ہے۔

حضور سیدنا ابوالاظہر سرکار امیر الاولیاء علیہ الرحمہ کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو آپ ان اوامر وارشادات کا آئینہ دار نظر آتے ہیں، آپ کی پوری زندگی والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری کے لئے وقف تھی والدین کی ایک پکار پر آپ لبیک کہتے ہوئے حاضر نظر آتے والدین کی معمولی تکلیف پر آپ بے قرار ہوجاتے، حضور سیدنا ابوالوقار

علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ میں آپ کسی بھی بھائی یا بہن کو والد بزرگوار کا کوئی کام کرنے کا موقع نہیں دیتے ہمہ وقت پروانہ کی طرح والد بزرگوار کے ارد گرد چکر لگاتے رہتے حضور سیدنا ابوالوقار کو کوئی بھی حاجت پیش آتی تو آپ کی نوک زبان پر اگر کوئی نام آتا تو وہ منظر علی ہی آتا۔

زمانۂ علالت میں آپ نے والد بزرگوار کی بے مثال خدمات انجام دیں والد گرامی اکثر و بیشتر آپ کو بلاتے اور سینہ سے لگا کر سر پر دست شفقت پھیرتے اور خوب دعاؤں سے نوازتے، حضور ابوالاظہر کی صرف ایک خواہش رہتی اور اس کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے کہ میری خواہش ہے کہ جب والد گرامی اس دار فانی سے کوچ فرمائیں تو وہ مجھ سے راضی ہوں یہی میری سب سے بڑی کامیابی اور دولت عظمیٰ ہے اور ایسا ہی ہوا بھی ایک مرتبہ حضور ابوالاظہر علیہ الرحمہ کے پیر پر ایک گانٹھ پڑ گئی جس وجہ سے آپ اشد تکلیف سے دوچار رہتے ڈاکٹر نے آپریشن کے لئے لکھ دیا لیکن اسی دوران نقاہت و کمزوری کے سبب آپ کی والدہ ماجدہ کا پیر چارپائی سے گر کر ٹوٹ گیا آپ نے عزم مصمم فرمالیا کہ جب تک والدہ کا پیر درست نہیں ہو جاتا میں آپریشن نہیں کراؤں گا اللہ رب العزت نے آپ کی اس ادا کو پسند فرمایا بغیر علاج و معالجہ اس گانٹھ اور تکلیف کو دفع فرما کر قبولیت کی سند عطا فرمادی کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ بلی یا چوہے نے کچھ گرا دیا اور آپ والدہ کے خیال میں بے اختیار دوڑے اور گر پڑے زخمی ہو گئے سر، پیر، سینہ وغیرہ پر چوٹیں آئیں جب والدہ کے پاس پہنچے تو والدہ سکون و اطمینان کے ساتھ بستر استراحت پر آرام فرما ملیں والدہ کو صحیح سالم دیکھ کر زخموں کو مرہم مل جاتا اور خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے آہستہ سے واپس ہو جاتے آپ اکثر و بیشتر اپنی زندگی اور موت کے بارے میں فرمایا کرتے کہ جب تک میری ماں حیات ہیں ان شاء اللہ اس وقت تک مجھ کو دنیا کی کوئی شئی ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ نزہت النساء جعفریہ فرمایا کرتی تھیں کہ میرا منظر علی مجھ سے دنیا کی ہر شئی سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

عقد مبارک

حضور امیر الاولیائ عالم ربانی سرکار سید منظر علی میاں جعفری مداری قدس سرہ جب عالم شباب کو پہونچے تو والد گرامی حضور سیدنا ابوالوقار علیہ الرحمۃ کی نگاہ انتخاب سرزمین مکن پور شریف میں ایک ایسی لڑکی کی تلاش کرنے لگی جو نیک سیرت، دیندار، فرض شناس اور خدا ترس ہو آپ کی نگاہ انتخاب بابائے قوم ملت حکیم الامت حضور سیدنا حکیم سید ولی شکوہ جعفری مداری علیہ الرحمہ ابن قطب زماں حضور سیدنا حکیم سید علی شکوہ ارغونی مداری علیہ الرحمہ والرضوان کی دختر نیک ”سیدہ تونگر جہاں“ پر مرکوز ہو گئی اور اپنے صاحبزادے سید منظر علی مداری کا پیغام عقد لے کر حضور سیدنا ولی شکوہ مداری کے پاس تشریف لے گئے حضور بابائے قوم ملت سید ولی شکوہ مداری کی مسرتوں کی انتہا نہ رہی گویا کہ ان کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو گیا فوراً رشتہ کو منظوری دے دی اور ۴ جمادی الآخر ۵ ۱۹۷ء میں علماء و مشائخ اور عزیز و اقارب کی موجودگی میں عقد مسنون ہوا اللہ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو ۶ صاحبزادے ۳ صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔

دینی خدمات

حضور ابوالاظہر سیدنا امیر الاولیاء علیہ الرحمہ اپنے وقت کے بہت بڑے عظیم الشان عالم، بڑے صاحب کشف و

کرامت اور بڑے داعی و مبلغ تھے دین کی خدمات اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں بے لوث تھے آپ کی سعی پیہم اور جہد مسلسل سے اسلام اور سلسلۂ عالیہ مداریہ کو خوب فروغ ملا۔

بہت سے گم گشتہ راہ ہدایت یاب ہوئے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نیابت کا ہر ممکن حق ادا کر کے اسلام کی روشنی سے ہر ایک کو منور کرنے کی مساعی جمیلہ فرمائیں اور سلسلۂ مداریہ کی حدود کو نہایت وسیع فرمایا سیاسی تدبر، فراست و دانائی کے حامل اور حقوق انسانی کے محافظ تھے۔

آپ ہر کام کو دین و تقویٰ، راست بازی اور اخلاص و للّٰہیت کے ساتھ انجام دیتے آپ نہایت ہی نرمی سے لوگوں کو اسلام کی دعوت فرماتے اور اللہ تعالیٰ اسلام کے لئے ان کے سینوں کو کشادہ فرما دیتا اور وہ ایمان و ایقان جیسی نعمت عظمٰی سے اپنے تاریک دلوں کو روشن و تابناک بنا کر واپس ہوتے سینکڑوں افراد آپ کے ہاتھوں سے اسلام جیسی نعمت سے سرفراز ہوئے۔

آپ جید عالم دین اور عظیم پیشوا تھے جہاں بھی قدم رنجہ ہوتے اہل عقیدت و محبت کا ایک سیلاب امنڈ پڑتا اور آپ کے دست حق پرست پر سلسلۂ عالیہ مداریہ میں بیعت ہو کر حضور سیدنا بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی نسبتوں کو قوی کرتے۔

آپ سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مطابق اس خطہ کے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنی نگاہ انتخاب سے کسی خوش نصیب کو منتخب فرماتے اور علوم ظاہری و علوم باطنی کی تلقین سے سرفراز فرما کر خرقۂ خلافت سے نوازتے اور تبلیغ دین متین و اشاعت سلسلۂ مداریہ کا کام سپرد فرماتے لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مریدین پورے ہندوستان و دیگر ممالک میں موجود ہیں۔

حضور ابوالاظہر سیدنا امیر الاولیاء علیہ الرحمہ کی تصانیف

خاصان خدا کا یہ طریقہ رہا ہے کہ حق و صداقت کے فروغ و اشاعت کے لئے کسی شعبہ کو تشنہ نہیں چھوڑتے ہیں اور ہر طور پر اعلاء کلمۃ الحق کو مقدم رکھتے ہیں۔

علم کی ترسیل کا ذریعہ جہاں وعظ و خطاب ہیں وہیں کتابیں بھی ہیں لہٰذا صوفیائے کرام و خاصان خدا نے اس شعبہ کو اِستحکام بخشا اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ فکر و بصیرت کے رنگ بکھیرے اور بعد میں آنے والوں کے لئے جادۂ حق کے خطوط استوار کئے۔

حضور سیدنا ابوالاظہر علیہ الرحمہ نے بھی کئی کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں جن میں ہدایت و سچائی کے اصول و ضوابط اور اسرار معرفت درج ہیں ان کا مطالعہ ایمان کی بالیدگی کا سبب ہوگا اور ساتھ ہی حضور ابوالاظہر علیہ الرحمہ کی دینی و علمی بصیرت اور استحضار و تعمق کا اندازہ ہوگا ذیل میں سرکار ابوالاظہر علیہ الرحمہ کی تصانیف درج ہیں:

(۱) مدار کیا ہے المعروف بہ حضرت بدیع الدین قطب المدار کو مدار العالمین کہنا چاہیے۔

(۲) عمرہ کا تحقیقی جائزہ المعروف بہ حج گائڈ۔

(۳) خدمات اہل باطن۔

(۴) صوفیائے اسلام اور جدید سائنس۔

آخری لمحات

آپ مسلسل ایک سال سے اشارات و کنایات میں اپنی اس دنیوی فراق کی طرف توجہ مبذول کروا رہے تھے لیکن

موجیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح آپ کے فیوض و برکات سے مخلوق خدا ایسے لطف اندوز ہو رہی تھی کہ کسی کو اس بات کا احساس تک نہیں ہوا کہ آپ اتنی جلدی اس دارفانی کو الوداع کہنے والے ہیں آپ نے ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جو آخری سفر فرمائے ہیں شاید ہی کوئی ایسا صوبہ ہو جہاں آپ نے آخری سفر کی بات نہ کی ہو لیکن عشاق کی سماعتیں ایسی خبروں پہ کان کہاں رکھتی ہیں وہ تو بس محبوب کے جلوؤں میں گم رہا کرتی ہیں۔

میں یہاں اختصاراً چند جھلکیاں آپ حضرات کے نظر نواز کر رہا ہوں جس سے واضح طور پر ثابت ہو جائے گا کہ واقعی اللہ والوں کے کمالات و اختیارات سے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کمالات کا فہم ہوتا ہے اور یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ جب ادنیٰ غلاموں کا یہ حال ہے تو پھر قاسم نعمات مختار کائنات سرور کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم وفضل کا عالم کیا ہوگا حضور ابوالاظہر ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ کو ممبئی تشریف لے گئے اور ۶ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ کو آخری سفر کہتے ہوئے واپس آئے ۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ کو راجستھان کا سفر فرمایا اور ۲ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ کو یہ فرماتے ہوئے واپس مکن پور شریف تشریف لائے کہ اب میرا اظہر آیا کرے گا۔

۷ صفر المظفر کو آپ کے صاحبزادے سید ارقم علی مداری حفظہ اللہ چھت سے گر کر سخت زخمی ہو گئے آپ کے پیٹ کا آپریشن کرانا پڑتا اسی ۷ صفر المظفر کو ہی آپ نے غرباء و مساکین کے درمیان اپنے کپڑے تقسیم کروائے۔

۱۴ صفر المظفر کو آپ نے عالمگیری جامع مسجد میں خطاب فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی نماز کے بعد جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو تمام دعاؤں کے ساتھ ساتھ سید ارقم علی کی صحت یابی کی دعا میں اپنی جان کے فدیہ کی بھی دعا فرما دی اے پروردگار عالم میرے بچے ارقم علی کی جگہ میری جان کا فدیہ قبول فرما اور ارقم کی جان بخش دے اور دعا باب اجابت سے ٹکرا کر قبول ہو گئی۔

۱۶ صفر المظفر کو چھوٹے بھائی پیر طریقت حضرت مولانا سید وقار احمد مداری صاحب قبلہ اور صاحبزادہ سید اظہر علی مداری صاحب کے ہمراہ والدہ ''سیدہ نزہت النساء جعفریہ علیہا الرحمہ'' کے مزار پر تشریف لے گئے اور اماں کے پہلو میں اپنی قبر کے لئے لکڑی سے خط کھینچا اور فرمایا دیکھو اظہر میری اماں کے پاس کہیں کوئی دوسرا نہ آ جائے۔

۱۸ صفر المظفر کو ہیلٹ ہوسپٹل کانپور میں حضور فخر المشائخ سید اظہر علی مداری قبلہ سے فرمایا، اظہر میں نے ابا کے عرس کا پورا انتظام کر دیا ہے اب تم کو دیکھنا ہے اب ہم ابا کے پاس آرام کریں گے۔

۲۱ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۹ فروری ۲۰۰۸ بروز جمعہ صبح ۸ بج کر ۴۵ منٹ پر راہ عمل کا مرد قلندر اور علم و معرفت کا سمندر ہمیشہ کے لئے زنجیر حیات توڑ کر ابدی زندگی کی آغوش میں جا کر آزاد ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

راہ عمل کا مرد قلندر چلا گیا
وہ علم و معرفت کا سمندر چلا گیا
گلشن اداس ہے کہ گل تر چلا گیا
رہ رو ہیں اشکبار کہ رہبر چلا گیا

مزید معلومات کے لئے معارف حضور امیر الاولیاء اور مولانا محمد عارف منظری مداری کی تصنیف **سوانح حیات امیر الاولیاء سرکار منظر ابوالوقار سید منظر علی علیہ الرحمتہ والرضوان** کا مطالعہ فرمائیں۔

حضور امیر الاولیاء کا رشدی شجرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر کرا باشد تمنا دیدن پروردگار
بر زباں با صدق خواند شجرۂ قطب المدار
رحم کر اے دستگیر بے کساں
بہر سردار دو عالم نور جاں
سن لے دل کی ائے خدا بہر علی
مجھ پہ کر راز طریقت منجلی
فقر کی سب منزلیں ہو جائیں طے
واسطہ یارب حسن بصری کا ہے
اے خدا بہر حبیب پاک دل
عشق کی ہو آگ دل میں مشتعل
بہر حضرت با یزید پاک باز
کھول دے الفت کے اپنے مجھ پہ راز
بہر حضرت سید قطب المدار
دین و دنیا میں تجھی پر ہو مدار
بو محمد کے لئے ائے کبریا
کر در پاک محمد کا گدا
صدقہ حضرت خواجہ محمود کا
حمد میں اپنی مجھے رکھ ائے خدا
یا الٰہی شاہ پیارے کے لئے
اپنی چاہت اور اپنا عشق دے
بہر خواجہ شاہ شاہن ربنا
انتہائے فقر کر مجھ کو عطا
شاہ ہمن کے لئے ائے ذوالکرم
دور کر دل سے میرے کل ہم و غم
اس شہ محمود ثانی کے طفیل
ہو نہ یارب سوئے دنیا دل کو میل
صدقہ میں حضرت شہ معروف کے
کر منور نور عرفاں سے مجھے
بہر حضرت مولوی عبد الجلیل
دے بزرگی کر نہ عالم میں ذلیل
صدقہ خواجہ شاہ فضل اللہ کا
راستہ بتلا دے اپنی راہ کا
ثانی خواجہ شاہ پیارے کے لئے
یا خدا حب محمد مجھ کو دے
بہر ثانی مولوی عبد الجلیل
تو ہی ہو ہر حال میں میرا کفیل
بہر خواجہ مولوی نجم دیں
کر دے اپنے مہر سے روشن جبیں
بہر ذاتِ پاک شمس الدین حق
منکشف ہوں مجھ پہ حالات طبق
بہر مرشد سیدی کلب علی
سامنے تیرے ہوں یا رب ملتجی
ہو کرم منظر علی کا کبریا
نسبت اظہر علی کا واسطہ
دین و دنیا کے بر آئیں میرے کام
بے تردد جملہ یا رب انام

فَهٰذه الشَّجَرَةُ الْعَالِيةُ الجَعْفَرِيَّةُ الْمَدارِيَةُ الفنصُورِيَة.

الٰہی بخش دینا احمد مختار کا صدقہ
امام ہر دو عالم حیدر کرار کا صدقہ
جمیع آل و اصحاب و اہل بیت کا صدقہ
شہید کربلا کے خون کی ہر دھار کا صدقہ
حصور شاہ زین العابدین و حضرت باقر
امام جعفر صادق نیکو کردار کا صدقہ
شہ سید محمد اور جناب سید احمد
جناب شاہ اسماعیل کے ایثار کا صدقہ
شہ سید ظہیر الدیں، بہاء الدیں علی حلبی
امین دین احمد واقف اسرار کا صدقہ
مدار العالمیں سید بدیع الدین کے بھائی
شہ محمودِ دیں کے جبہ و دستار کا صدقہ
شہ جعفر جناب بوسعید و شہ نظام الدیں
جناب سید اسحاق سے دیں دار کا صدقہ
الٰہی بہر اسماعیل و ابراہیم ہم سب کو
عطا کر دامن داؤد کے ہر تار کا صدقہ
بحق شہ وجیہ الدیں و بہر شہ کبیر الدیں
عطا ہو سید عبد اللہ کے دیدار کا صدقہ
شہ فنصور سجادہ نشین بزم روحانی
مدار العالمیں کے خاص برخوردار کا صدقہ
شہ دریا سعید و شاہ رزاق اللہ و عبد اللہ
سلیماں بادۂ توحید کے سرشار کا صدقہ

شہ عبد الحمید و عبد سبحاں قطب ربانی
محدث عبد قدوس عالم اسرار کا صدقہ
جناب رحمت اللہ عظمت اللہ کے تصدق میں
مداری چاند کے انوار جلوہ بار کا صدقہ
جناب عبد سبحاں عالم عرفان یزدانی
شہ خوشوقت علی کے جذبۂ ایثار کا صدقہ
جناب خرقہ پوش سید کلب علی صاحب
بدیع دیں کے سجادہ نشیں دیں دار کا صدقہ
نظر آئے مجھے منظر علی کا نور ایمانی
ملے اظہر علی کے دیدۂ بیدار کا صدقہ
ہمارے جرم وعصیاں بخش دے صلحا میں شامل کر
خداوندا عبائے پیر کے ہر تار کا صدقہ
ہمارے پیر بھائی جس قدر ہوں ان پہ رحمت کر
حسین ابن حیدر کے گل گلزار کا صدقہ

قطعہ

تم فراز چرخ کے مہر مبیں کلب علی
تم امین خون ختم المرسلیں کلب علی
اپنا سیدھا سلسلہ ہے اپنی سچی نسبتیں
سرور عالم مدار العالمیں کلب علی

الحاج سید مرتضیٰ حسین رہبرؔ

منقبت

عالم ربانی حضور سیدنا امیر الاولیاء قدس سرہ العزیز

ازقلم: عندلیب گلشن مدار شہزادۂ حسان الہند علامہ سید شجر علی جعفری وقاری المداری شجر مکنپوری

منقبت

منظرِ مولیٰ علی منظرعلی
آپ حق کے ہیں ولی منظرعلی

آپ ہیں نور نگاہ بوالوقار
وارث زندہ ولی منظر علی

کہہ رہے ہیں سب ولایت کیامیر
آپ ہیں زندہ ولی منظر علی

دشمنان سلسلہ میں آپ سے
آج بھی ہے کھلبلی منظر علی

عرس کی ہے شب ہیموسم بھی حسیں
سج گئی ہے ہرگلی منظر علی

آپ مسکائے تو گل مہکے شجر
کھل اٹھی دل کی کلی منظرعلی

منقبت

آپ ہیں جو ہر نظر میں محترم منظر علی
خاص یہ قطب جہاں کا ہے کرم منظر علی

منزلوں نے مجھ کو خود بڑھ کر لگایا ہے گلے
مل گئے جب آپ کے نقش قدم منظر علی

پی لیا جس تشنہ لب نے ساغر نسبت تیرا
ہو گیا قربان اس پر جام جم منظر علی

دیکھیے انکو خدارا فیض قطب دو جہاں
جو بھی حاضر ہیں یہاں باچشم نم منظر علی

آپ نے جس غمزدہ کے حق میں فرما دی دعا
ہو گئے دور اس کے سارے ھم وغم منظر علی

اب تمنا کی تمنا بھی بر آئے ائے خدا
اس پہ فرمادیں کبھی چشم کرم منظر علی

ازقلم: شاعر آستانۂ قطب المدار شیخ طریقت حضرت سید بدرالدجیٰ جعفری مداری (تمنا مکنپوری)

قطعۂ تاریخ رحلت

مردِ حق آگاہ امیر الاولیاء عالم ربانی حضور سید منظر علی مداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شاہ منظر علی کے کیا کہنے
تھے وہ عالی نظر بلند خیال

آپ پہ مولا کی خاص رحمت تھی
دولت فکر سے تھے مالا مال

خوب آگاہ تھے وہ سائنس سے
ان پہ روشن تھے حال و استقبال

پیش کرتے رہیں گے انکو خراج
اہل اقبال۔ صاحبان کمال

منظر روئے ۱۴۲۹ پاک بتلاؤ
لوگ پوچھیں جو انکا سال وصال

ہم کہیں سید عظیم ۱۴۲۹ القدر
دوسری بار گر یہی ہو سوال

ازقلم: حضرت علامہ محمد نجم الامین عروس فاروقی
موناں شریف۔ گجرات۔ پاکستان

منقبت

حضور امیر الاولیاء عالم ربانی سید منظر علی جعفری مداریؒ

یومِ وصال حضرت منظر علی ہے آج
مسرور روح حضرت کلب علی ہے آج

سن کر ہوئے نہال مریدان با وفا
تقسیمِ فیض حضرت مولا علی ہے آج

خوش ہو رہی ہے روح حضرت مدار بھی
فرزند سلسلہ کا ذکر جلی ہے آج

منظر ابوالوقار کا کہتا ہے ہر مرید
مدت سے آئی مجھ پہ مصیبت ٹلی ہے آج

حسن و جمال ارض مکنپور پر فدا
دیکھو تو کیسی روشن ہر ہر گلی ہے آج

اعدائے سلسلہ سبھی بیہوش ہو گئے
دیکھا جو ہر مداری کھلتی کلی ہے آج

حالات زندگی پڑھ نوشاد نے کہا
عرس امیر اولیاء کامل ولی ہے آج

علامہ مفتی نوشاد عالم اشرفی جامعی استاذ مرکزی درسگاہ
جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ امبیڈکر نگر

منقبت

عالم ربانی حضور امیر الاولیاء سید منظر علی جعفری مداری
قدس سرہ العزیز

کہہ رہے ہیں یہ سبھی منگتا امیر الاولیاء
ہو عطا حسنین کا صدقہ امیر الاولیاء

پل میں اس انسان کا ایمان تازہ ہو گیا
جس نے دیکھا آپ کا چہرہ امیر الاولیاء

سب یتیموں اور غریبوں کی زباں پر آج تک
ہے سخاوت کا تری چرچا امیر الاولیاء

جب مکیں اس دل میں میرے آپ کی الفت ہوئی
شیشۂ دل تب کہیں چمکا امیر الاولیاء

مانگنے والوں کی رب نے پوری کردی آرزو
آپ سے جس نے جو ہے مانگا امیر الاولیاء

سوچتا ہوں آپ کی مدحت کا سرمایہ بنے
ہے بیاض دل میں اک مصرعہ امیر الاولیاء

دھوپ سے مجھکو غرض کیا سر پہ شہرت جب مرے
آپ کی شفقت کا ہے سایہ امیر الاولیاء

ادیب ابن ادیب شاعر آستانۂ قطب المدار حضرت
علامہ مولانا سید شہرت حسین جعفری مداری
(شہرت ادیب مکنپوری)

منقبت

حضور امیر الاولیاء عالم ربانی سید منظر علی مداری رضی اللہ عنہ

ہیں بندگی میں بڑے باکمال منظر علی
عبادتوں کا ہیں حسن و جمال منظر علی

ہیں برسیں جھوم کے تیری سخاوتیں اس پر
اٹھا ہے جب کوئی دست سوال منظر علی

بزرگینہ کیسے پھر بھلا روشن ہو میرا مستقبل
ہیں آپ جب میرے ماضی و حال منظر علی

لبوں پہ آپ کے اک دل نشیں تبسم تھا
ہوا ہے آپ کا جب انتقال منظر علی

نثار تم پہ ہے سو جان سے یہ جان حزیں
فدا ہے تم پہ دل پایمال منظر علی

خدارا کیجئے مصباح کے لئے بھی دعا
کہ اس پہ ہو کرم ذوالجلال منظر علی

از قلم:
استاذ الشعراء حضرت علامہ مولانا خواجہ سید مصباح المراد
مصباح ولی جعفری مداری مکن پور شریف

منقبت شریف

درشان منظرابوالوقارسیدی مرشدی حضورامیرالاولیاء
عالم ربانی سید منظرعلی وقاری مداری قدس سرہ

تم ہو آل نبی منظر بوالوقار
شان زندہ ولی منظر بوالوقار

ہو نگاہ کرم ہم غلاموں پہ بھی
نور کلب علی منظر بوالوقار

گیت گائیں نہ کیوں یہ مہہ و کہکشاں
تیرے گھر کے سبھی منظر بوالوقار

مل گئی ہے شفاء خاک جس کو ملی
تیرے دربار کی منظر بوالوقار

خالی دامن ہے بھر دیجئے اے شہا
تم ہو ابن سخی منظر بوالوقار

تم ہو محبوب ولیوں کے بازار میں
کوچہ کوچہ گلی منظر بوالوقار

تیرے در کی طرف کیوں نہ آئیں سبھی
اتنی ہے دلکشی منظر بوالوقار

پار منزل کے بیڑا لگے جو ملے
اک نظر آپ کی منظر بوالوقار

منزل ادیبی بلرامپوری

منقبت

حضورامیرالاولیاءعالم ربانی سید منظرعلی مداریؒ

مخزن حیدر کے گوہر آپ ہیں منظر علی
باغ زہرہ کے گل تر آپ ہیں منظر علی

شمع نور منور آپ ہیں منظر علی
نگہ عالم میں بہتر آپ ہیں منظر علی

آپ کا طرز سخاوت دیکھ کر یہ لگ رہا
شاہکاروں کے سکندر آپ ہیں منظر علی

اس کو حاصل کیوں نہ ہو پھر نسبت قطب المدار
جس کے شیخ و پیر رہبر آپ ہیں منظر علی

آپ ہیں زہرا کے پیارے اور علی کے لاڈلے
عاشق محبوب داور آپ ہیں منظر علی

ڈوبتے دل کو سہارا جس نے بخشا ہے امین
بحر غم میں وہ شناور آپ ہیں منظر علی

ازقلم:
خلف اکبرو جانشین حضور بابائے قوم وملت حضورعلامہ
سیدامین الحق جعفری مداری (امین مکنپوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر تعارف دار العلوم اسلامیہ علویہ گلشن فاطمہ

مقام دائرۃ الاشراف جھہراؤں شریف ضلع سدھارتھنگر، یو۔پی پن کوڈ نمبر 272152

دختران ملت اسلامیہ کا ایک عظیم الشان اور منفرد المثال ادارہ ہے جو کہ مجدد تعلیمات اشرفیہ قاسم نعمات مخدوم سمناں قائد ملت اسلامیہ حضور اشرف ملت علامہ الحاج الشاہ ابوالنواز سید محمد اشرف میاں قبلہ اشرفی الجیلانی دامت فیوضہم وحفظہ اللہ تعالیٰ عن جمیع الآفات والشرور خانقاہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ شیخ اعظم سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ کی سرپرستی اور پیر طریقت حضور صوفی جمال الدین صاحب قبلہ علوی مداری بمبئی کی صدارت اور فخر المشائخ شہزادۂ حضور امیر الاولیاء حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد اظہر علی میاں صاحب قبلہ جعفری وقاری مداری دامت برکاتہم صدر الصدور سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مداریہ مکنپور شریف کانپور یوپی کی خصوصی نگرانی میں شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔

خصوصیات ادارہ

اس ادارہ کو تمام سلاسل حقہ اہلسنت وجماعت بالخصوص سلسلۂ عالیہ قدسیہ مداریہ اور سلسلۂ مقدسہ اشرفیہ کے مشائخ وسادات کی خصوصی سرپرستی اور سربراہی حاصل ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی عظیم نعمت ہے۔

۲/ ادارہ ھذا کی بنیاد توحید باری تعالیٰ کی سچی معرفت عشق رسالت پناہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حقیقی تعلیم اور اہلبیت مصطفےٰ علیہم السلام نیز صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت امت مسلمہ کی کنیزان فاطمہ کیدلوں اور پھران کیذریعہ آنیوالی نسلوں میں راسخ کرنا ہے۔

۳/ ہمارے نظریات قرآن وسنت اجماع امت اور قیاس شرعی کیمطابق عقائد ونظریات اہلسنت کا فروغ۔

۴/ قرآن کریم احادیث مبارکہ فقہ اسلامی اور عربی اردو ادب کیساتھ ہندی انگلش میتھ سائنس جغرافیہ سلائی کڑھائی اور دیگر امور خانہ داری کی مستحکم تعلیم اور تربیت کیساتھ اسلامی پردہ کی سخت پابندی۔

۵/ جماعت ثانیہ ثالثہ اور رابعہ کی طالبات کو اجتماعی طور پر المنہاج السوی من الحدیث النبوی کا دوسالہ خصوصی درس

اس دوسالہ اختصاصی کورس میں مذکورہ تینوں جماعتوں کی طالبات کوکم ازکم دوسوسترہ احادیث کا رواۃ متن اورحوالہ و ترجمہ کیساتھ زبانی یاد ہوناضروری ہے۔

۶؍سال سن ۲۰۱۸ء سے حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری قبلہ دامت فیوضھم سرپرست اعلیٰ منہاج القرآن انٹرنیشنل کی نادرالمثال ترتیب مختصر المنہاج السوی من الحدیث النبوی میں منقول ان تمام احادیث کا حفظ ضروری ولازم کردیا گیاہےجو احادیث مبارکہ اہلبیت نبوت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیفھائل وخصوصیات میں وارد ہیں۔

۷؍ادارہ ھذا میں نعرۂ تکبیر،نعرۂ رسالت،نعرۂ حیدری،نعرۂ قادری،نعرۂ چشتی،مسلک امام اعظم،دم مدار بیڑا پار، ان نعروں کے علاوہ دوسرا کوئی نعرہ نہیں لگایا جاتا اور طالبات کو ان نعروں کی حقیقی روح اور اصل کی تعلیم دی جاتی ہے۔

۸؍محنت کش دیندار صاحب تقویٰ معلمات کی زیرنگرانی قرات قرآن کریم نعت شریف نظامت وخطابت کی منظم بااصول تربیت

اس سال بیس رمضان المبارک سے پندرہ شوال المکرّم تک نئے داخلے ہوں گے احباب اپنی بیٹیوں اوربچیوں کیلئے ان تاریخوں کے اندرہی رابطہ قائم کرلیں پندرہ شوال کے بعد داخلہ بالکل بند ہوجائیگا کسی کی شفارش اور نسبت کی دہائی قطعی ناقابل مسموع ہوگی ادارہ اصولوں کا سخت پابند ہے۔

داخلہ کے خواہشمند حضرات براہ راست ادارہ پہونچ کر رابطہ کرسکتے ہیں واٹشاپ اورفون کیذریعہ بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

مرکز دارالنور مکنپور شریف میں رابطہ نمبر

9935991140

9935931791

وابستگان سلسلۂ عالیہ قدسیہ مداریہ اس نمبر پر رابطہ کرسکتے ہیں

یو۔پی میں رابطہ نمبر:

9628407397

9792176276

آپ کی آسانی کیلئے ادارہ کیذمہ داران کیرابطہ نمبرات لکھ دیئے گئے ہیں آپ ان حضرات سے بھی اپنی سہولت کے اعتبار سے رابطہ قائم کرسکتے ہیں۔

والسلام

سیداظہر عقیل علوی مداری

ناظم تعلیمات ادارہ ہذا

سیداشتیاق احمد علوی اشرفی

ناظم اطلاعات ونشریات ادارہ ہذا

محمد قیصر رضا حنفی مداری

نائب ناظم ادارہ ہذا

مولانا علاؤالدین قادری

منیجر ادارہ ہذا

ملفوظات حضور امیر الاولیاء

از قلم: صاحبزادہ سید شاذر علی جعفری وقاری مداری، مکنپور شریف

لوگوں سے اس طرح ملو کہ اگر مر جاؤ تو تم پر روئیں اور زندہ رہو تو تمہارے مشتاق رہیں دشمن پر قابو پاؤ تو اس قابو پانے کا شکرانہ اس کو معاف کر دینا قرار دو لوگوں میں بہت درماندہ وہ ہے جو اپنی عمر میں کچھ بھلائی اپنے لیے نہ حاصل کر سکے، اور اس سے بھی زیادہ درماندہ وہ ہے جو پا کر اسے کھو دے۔ جب تمہیں تھوڑی بہت نعمتیں حاصل ہوں تو ناشکری سے انہیں اپنے تک پہنچنے سے پہلے نہ بھگا دو۔ جسے قریبی چھوڑ دیں گے اسے بیگانے مل جائیں گے۔ ہر فتنہ میں پڑ جانے والا قابل عتاب نہیں ہوتا۔ سب معاملے تقدیر کے آگے سر نگوں ہیں یہاں تک کہ کبھی تدبیر کے نتیجہ میں موت ہو جاتی ہے۔ جس کسی نے بھی کوئی بات دل میں چھپا کر رکھنا چاہی وہ اس کی زبان سے بے ساختہ نکلے ہوئے الفاظ اور چہرہ کے آثار سے نمایاں ضرور ہو جاتی ہے۔ مرض میں جب تک ہمت ساتھ دے چلتے پھرتے رہو۔ بہترین زہد، زہد کا مخفی رکھنا ہے۔ جب تم (دنیا کو) پیٹھ دکھا رہے ہو۔ اور موت تمہاری طرف رخ کیے ہوئے بڑھ رہی ہے تو پھر ملاقات میں دیر کیسی؟

ڈرو! ڈرو! اس لیے کہ بخدا اس نے اس حد تک تمہاری پردہ پوشی کی ہے، کہ گویا تمہیں بخش دیا ہے۔ نیک کام کرنے والا خود اس کام سے بہتر اور برائی کا مرتکب ہونے والا خود اس برائی سے بدتر ہے۔ سخاوت کرو، لیکن فضول خرچی نہ کرو بہترین دولت مندی یہ ہے کہ تمناؤں کو ترک کر دیا جائے جو شخص لوگوں کے بارے میں فوراً ایسی باتیں کہہ دیتا ہے جو انہیں ناگوار گزریں، تو پھر وہ اس کے لیے ایسی باتیں کہتے ہیں کہ جنہیں وہ جانتے نہیں۔ جس نے طول طویل امیدیں باندھیں، اس نے اپنے اعمال بگاڑ لیے انسان کی جتنی ہمت ہو اتنی ہی اس کی قدر و قیمت ہے اور جتنی مروت اور جوانمردی ہوگی اتنی ہی راست گوئی ہوگی، اور جتنی حمیت و خودداری ہوگی اتنی ہی شجاعت ہوگی اور جتنی غیرت ہوگی اتنی ہی پاک دامنی ہوگی۔

کامیابی دور اندیشی سے وابستہ ہے اور دور اندیشی فکر و تدبر کو کام میں لانے سے اور تدبر بھیدوں کو چھپا کر رکھنے سے۔ بھوکے شریف اور پیٹ بھرے کمینے کے حملہ سے ڈرتے رہو۔ لوگوں کے دل صحرائی جانور ہیں، جو کہ ان کو سدھائے گا، اس کی طرف جھکیں گے۔ جب تک تمہارے نصیب یاور ہیں تمہارے عیب

ڈھکے ہوئے ہیں۔معاف کرنا سب سے زیادہ اسے زیب دیتا ہے جو سزا دینے پر قادر ہو۔سخاوت وہ ہے جو بن مانگے ہو،اور مانگے سے دینا یا شرم ہے یا بدگوئی سے بچنا۔عقل سے بڑھ کر کوئی ثروت نہیں اور جہالت سے بڑھ کر کوئی بے مائیگی نہیں۔ادب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں اور مشورہ سے زیادہ کوئی چیز معین و مددگار نہیں۔صبر دو طرح کا ہوتا ہے ایک ناگوار باتوں پر صبر اور دوسرے پسندیدہ چیزوں سے صبر۔دولت ہو تو پردیس میں بھی دیس ہے اور مفلسی ہو تو دیس میں بھی پردیس قناعت وہ سرمایہ ہے جو ختم نہیں ہوسکتا۔مال نفسانی خواہشوں کا سر چشمہ ہے۔جو (برائیوں سے) خوف دلائے وہ تمہارے لیے مژدہ سنانے والے کے مانند ہے۔زبان ایک ایسا درندہ ہے کہ اگر اسے کھلا چھوڑ دیا جائے تو پھاڑ کھائے۔عورت ایک ایسا بچھو ہے جس کے لپٹنے میں بھی مزہ آتا ہے۔جب تم پر سلام کیا جائے تو اسے اچھے طریقہ سے جواب دو،اور جب تم پر کوئی احسان کرے تو اس سے بڑھ چڑھ کر بدلہ دو،اگرچہ اس صورت میں بھی فضیلت پہل کرنے والے ہی کی ہوگی۔سفارش کرنے والا امیدوار کے لیے بمنزلہ بردبار ہوتا ہے۔دنیا والے ایسے سواروں کے مانند ہیں جو سو رہے ہیں اور سفر جاری ہے۔دوستوں کو کھو دینا غریب الوطنی ہے۔مطلب کا ہاتھ سے چلا جانا اہل کے آگے ہاتھ پھیلانے سے آسان ہے۔

نعت پاک سرور کونین ﷺ

شیخ طریقت حضور غلام حسنین تابشؒ

قسمت بطحی دیکھ رہا ہوں
حسرت مکہ دیکھ رہا ہوں

خاک مدینہ زیب جبیں ہے
حاصل سجدہ دیکھ رہا ہوں

طور کے خاکے کو کیا دیکھوں
نقشۂ سدرہ دیکھ رہا ہوں

اٹکا ہوا آنکھوں میں دم ہے
آپ کا رستہ دیکھ رہا ہوں

جذبۂ طلب میں تیری بدولت
دل میں مدینہ دیکھ رہا ہوں

صاحب کعبہ کو بھی تابش
مائل طیبہ دیکھ رہا ہوں

سیرت سیدنا ابوالوقارؒ ایک اجمالی تبصرہ

امیر القلم حضرت علامہ مولانا حافظ سید ازبر علی حسنی حسینی جعفری شکوہی مداری صاحب قبلہ

صفر المظفر ۱۴۲۹ھ مطابق فروری ۲۰۰۸ء ماہنامہ زندہ شاہ مدار

سر میں سرور حب نبی رکھ دیا گیا
سینہ میں عشق زندہ ولی رکھ دیا گیا
آئینہ حلب سے جو پھوٹی کرن ادیب
نام اس کرن کا کلب علی رکھ دیا گیا

آسمان ولایت بیشمار نجوم وکواکب کی ضوفشانیوں سے مزین وآراستہ ہے لاکھوں لاکھ جھلملاتے ستارے آفاق ولایت کی زیب وزینت ہیں اوران میں سے کسی ایک کی نورانی سیرت لکھ کر قلم کی سیاہی کو منور کر کے اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کر لینا ہوگا میرا قلم جس کی شان عظمت پر تصدق ہو کر صفحۂ دہر میں سرخروئی اورآخرت کی تپش وحرارت میں آسائش تلاش کرنے کی سعادتیں حاصل کر رہا ہے وہ ہیں قوم وملت کی مایہ ناز شخصیت عظیم المرتبت واقف اسرار حقیقت حامی سنت منبع فیضان مداریت حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالوقار سید کلب علی حسنی حسینی جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ جن کی ضوفگن حیات طیبہ کی ایک کرن بدبختوں کے نصیبے پر پڑی آن واحد میں مقدر کی گرہیں کھلتی چلی گئی یہی ضیائے خورشید ولایت جب دلوں کی افق پر طلوع ہوئی تو فکر واعتقاد کی وادیوں میں صبح یقینی کا اجالا پھیل گیا جس سے اہل یقین کے نگار خانۂ حیات کا گوشہ گوشہ چمک اٹھا اورلوگ وارفتگی عشق میں مست وبیخود ہو کر شریعت مطہرہ کے پابندی سے عامل ہوگئے یہ وہ ذات ہے

جس کو لوگ ضیغم مداریت ابوالوقار جیسے پاکیزہ القاب سے جانتے پہچانتے اور مانتے بھی ہیں ابوالوقار ایک ایسی نادرالوجود ہستی کا نام ہے جس کی ہر جان اسیر محبت ہر روح سرشار عقیدت اور ہر زبان مدح خواں ہے اور اگر انہیں ایک سچا عاشق قدسی صفت بزرگ راسخ الاعتقاد مرد مومن اخلاص ویقین عشق ووفا کا پیکر جمیل سلف صالحین کی زندہ تابندہ روایت ائمۂ اسلام پر مشاہدات کا نقش حیات اولیاء اللہ کے فیضان کا جلوۂ زیبا عقل وعشق فقر وعلم وعمل شریعت وطریقت کے دریاؤں کا سنگم سیدنا قطب المدار کے الطاف وعنایت کا گہوارہ فیض ابومحمد ارغون کی فکر ابوتراب کا خون ابوالحسن کا سرور سلسلۂ عالیہ مداریہ کے مشائخ کا تصوف سیدنا امام حسین کا ایثار مولائے کائنات کی شاہانہ سطوت واقتدار کا وارث کہا جائے تو کسی طرح کم نہ ہوگا۔ وہ دینی وقار اسلامی غیرت کا ایسا نادرالوجود نمونہ تھے جس کی مثال صرف تاریخ کے اوراق میں تلاش کرنے کی سعی کی جاسکتی ہے۔ آج کے دور میں کوئی ان کا مماثل نہیں گزرا وہ علم وعرفان کا ناممکن پیدا کنار سمندر تھے جس کی خاموشی سے اس کی گہرائیوں کا پتہ چلتا تھا اور جب بولتا تھا تو کفر ونفاق کی سیاہ راتوں کے لئے رشد وہدایت کا سپیدۂ سحر چمک اٹھتا تھا۔ سیدنا ابوالوقار رحمت اللہ علیہ کی بلند پایہ شخصیت کو دیکھنے والوں نے علماء کی بزم میں دیکھا صوفیاء کی مجلس میں دیکھا پرہیزگاروں کے حلقہ میں دیکھا صالحین کی جماعت میں دیکھا بار بار دیکھا

مگر ان کے اندر جمال صورت میں یکتائی کمال سیرت میں تنہائی طبیعت میں سادگی پائی اور دنیا یہ پکار اٹھی۔

للہ یہ تم دیکھنے والوں سے نہ پوچھو
کیا چیز ہو تم دیکھنے والوں کی نظر میں

حضرت ابوالوقار رحمۃ اللہ علیہ کے شب و روز کچھ اور ہی ہوا کرتے تھے۔حضور ابوالوقار رب کا فضل و کرم بن کر آئے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست دکھانے کی عظیم ذمہ داری محسوس کی اور تمام عصری تقاضوں کو لبیک کہتے ہوئے تبلیغ دین متین کرنے کے لئے گھر سے نکل گئے گجرات، بنگال، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، راجستھان، کرناٹک، مدراس، بہار، پنجاب، یوپی، نیپال، پاکستان، الغرض ملک اور غیر ملک میں سیر و سیاحت فرما کر لاکھوں عصیاں شعاروں کے داغ معصیت کو اپنی نورانی ہتھیلیوں سے دھو کر طریقت و معرفت کی عطر بیزی فرمائی۔آپ سے بہت سی کرامتوں کا ظہور ہوا جو صفحات قرطاس کی زینت ہیں آپ نے ملک کے اکثر حصوں میں تبلیغ واشاعت دین کا جو کام سرانجام دیا وہ اپنی مثال آپ ہے سلسلۂ عالیہ مداریہ کے علاوہ۔بہت سارے سلاسل طریقت کے اکابرین نے آپ سے فیض پایا اور شرف خلافت سے مشرف ہوئے پوری زندگی سرکار رسالت مآب اروا حنا فداہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت مطہرہ کی پابندی فرمائی پھر وقت نے کروٹ بدلی ۲۵ صفر المظفر ۱۳۹۷ھ کی وہ صبح صادق نمودار ہوئی جو اہل معرفت کے دامنوں میں اشکوں کے موتی بھر گئی اس عظیم الشان اور منفرد المثال شخصیت نے اس دار فانی سے ناطہ توڑ لیا طریقت کا یہ مہر منیر زمین دوز ہو گیا علم و ادب کی ایک ضوبار شمع روشن ہو کر خاموش ہو گئی عزیز و اقارب کے ضبط کا بند ٹوٹ گیا آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے قرب و جوار کے لوگوں کا اژدہام اکٹھا ہو گیا۔

کوئی ویسا نظر نہیں آتا
وہ زمیں اور وہ آسماں نہ رہا

آج اس عبقری شخصیت کے مزار اقدس سے لحد عالی کا بے مثالی پیغام مل رہا ہے۔

کتاب دہر میں اک باب عبرت ہے میری ہستی
مجھے دیکھو میں بیٹھا ہوں مجسم داستاں ہو کر

میرا قلم ان لفظوں کے ساتھ آخری خراج عقیدت پیش کر رہا ہے

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

قطعہ

خون رسول انکی رگوں میں ہے اس لئے
اونچا کئے ہیں دین کا پرچم ابوالوقار

ضامن بروز حشر شفاعت کے ہیں شرر
ختم رسل مدار جہاں اور ابوالوقار

حضرت علامہ شرر مکنپوریؒ

منقبت

حضورسیدناقطب عالم ابوالوقارسید کلب علی جعفری مداری
علیہ الرحمہ والد گرامی سرکار امیر الاولیاء

کھڑکیاں ذہن کی کھولو تو ہوا مل جائے
نسبت کلب علی ہو تو خدا جائے

پھر تو اللہ ترا تیرے نبی تیرے مدار
لب مرشد سے اگر کوئی دعا مل جائے

میرے ماتھے کو ذرا غور سے دیکھو لوگو
شاید ان کا تمہیں نقش کف پا مل جائے۔

ظلمتیں کہتی ہیں لٹنا مجھے منظور اگر
اس ابھرتے ہوئے سورج کی ضیا مل جائے

زیر لب ان کے تبسّم کا تصور جو کرے
مشکلوں میں اُسے جینے کی ادا مل جائے

دیکھ لوں میں کہ ہے سورج میں تمازت کتنی
دامن کلب علی کی جو ردا مل جائے

آپ اٹھا دیں جو کہیں ایک نگاہ رحمت
مجھ کو آقا مری محنت کا صلہ مل جائے

جو غبار اُن کی گلی کا ملے پر صیقل
دل کے آئینے کو بھر پور جلا مل جائے

تو جو پس جائے کہیں اُن کی محبت میں ادیب
دست سادہ کو ترے رنگ حنا مل جائے

ازقلم: شاعر آستانہ قطب المدار حسان الہند حضرت علامہ سید
معزز حسین جعفری مداری علیہ الرحمہ علامہ ادیب مکنپوری

منقبت

حضورسیدناقطب عالم ابوالوقارسید کلب علی جعفری
مداری علیہ الرحمہ

حرمت تطہیر خون پنجتن کلب علی
آپ ہیں لخت دل قطب زمن کلب علی

ذرہ ذرہ آپ کا دُر عدن کلب علی
قطرہ قطرہ آپ کا مشک ختن کلب علی

دشمنان سلسلہ کے واسطے ہے ذوالفقار
آپ کے ماتھے کی ہلکی سی شکن کلب علی

عکس تیرا آئینہ در آئینہ آیا نظر
نور تیرا انجمن در انجمن کلب علی

آئینہ گر نے ایک ایسا آئینہ صیقل کیا
جس کے منظر میں ہے تیرا بانکپن کلب علی

مجھ کو بھی سیراب فرمادیں کہ تشنہ کام ہوں
آپ ہیں ساقی صبا و لبن کلب علی

ازقلم: فقیہ ملت حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اسرافیل حیدری
وقاری مداری صدر مدرس جامعہ عربیہ مدارالعلوم مدینۃ
الاولیا مکنپور شریف

ایک دریافت تو ایک ازالہ

تحریر: ہاشم بدیعی مصباحی

مدھیہ پردیش ویسے بھی سلسلہ مداریہ کے آثار سے مالامال ہے، خصوصا تاریخی شہر گوالیار پر مداری سلسلے کی ضوباریاں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔اس ریاست سے منسوب مداری نسبتوں کا احاطہ کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب معرض وجود میں آسکتی ہے مگر راقم السطور یاں اس نسبت سے سرفراز اور نایاب گوشے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے جو کہ میرے خیال میں اکثر مداری الطریقہ حضرات پر پوشیدہ رہا۔اور وہ مدھیہ پردیش میں واقع ایک نایاب چلے کی دریافت ہے۔

سرکار مدار العالمین معروف بہ قطب المدار قدس سرہ النورانی کا یہ چلہ مبارک مدھیہ پردیش کے ضلع برہان پور میں واقع ''آسیر گڑھ قلعہ'' میں موجود ہے۔اس چلے کی عظمت، قلعے کی تاریخی حیثیت سے لگایا جا سکتا ہے۔جس پر بشمول قدیم سلاطین مغلیہ بادشاہوں کا بھی قبضہ رہا۔اس قلعے میں ایک بڑے دروازے پر سرکار مدار پاک قدس سرہ کا چلہ موجود ہے، مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ دروازہ بھی مدار دروازہ سے موسوم ہے۔

سید ظہیر الدین مدنی کی کتاب مضامین مدنی میں ہے:

''قلعہ پر جانے کا دوسرا راستہ شمال میں ہے۔یہ راستہ پہاڑی کنار پر سے گزرتا ہے۔چکڑے اور گاڑیاں وغیرہ اس راستے سے اوپر جاتی ہیں۔اوپر کے قلعہ میں مدار کا چلہ ہے۔یہ ایک بڑا دروازہ ہے، اس کو مدار دروازہ بھی کہتے ہیں، چوں کہ وہاں شاہ مدار کا چلہ ہے۔اندر داخل ہونے پر تین طرف اوپر نالے، نالیاں دیوار میں بنی ہوئی نظر آتی ہیں۔۔۔''

(مضامین مدنی،ص:۱۹۳۔۹۴، گجرات اردو اکیڈمی ۱۹۹۰ء)

عتیق اللہ مجددی آثار برہان پور میں لکھتے ہیں:

''قلعہ پر چڑھنے کے لیے دو راستے بنائے گئے ہیں، ایک راستہ مشرقی سمت میں ہے جو بہت آسان زینہ کی شکل میں ہے۔دوسرا راستہ شمالی سمت میں ہے جو نہایت دشوار گزار ہے۔یہ راستہ ایک خندق کے پاس ختم ہو جاتا ہے جہاں ایک بہت بڑا پھاٹک ہے، جو آج بھی اچھی حالت میں ہے اور مدار دروازہ کے نام سے مشہور ہے کیوں کہ یہ حضرت مدار شاہ کا چلہ ہے۔''

(آثار برہان پور،ص:۵۹، ناشر بزم صوفی نور الہدیٰ مالیگاؤں ۱۹۹۲ء)

میرے نزدیک یہ چلہ کئی جہات سے ممتاز ہے:

(۱) یہ چلہ ایک تاریخی اور خوب صورت قلعے میں موجود ہے جہاں گنگا جمنی تہذیب کا سنگم صاف نظر آتا ہے کہ ایک طرف مسجد ہے تو دوسری طرف مندر بھی۔

(۲) میری ابھی تک کی معلومات میں کوئی چلۂ قطب المدار اس طرح قلعوں میں موجود نہیں۔

(۳) اس قلعے کی تاریخی قدامت جس کی عمر تقریبا ۸۰۰ سال ہے، اس بات پر بین ثبوت ہے کہ قطب المدار قدس سرہ نے زندگی کے اواخر میں یہاں چلہ کشی فرمائی۔

(۴) اس چلے کا کتب مداریہ میں اندراج نہیں، یہاں تک کہ چلوں پر لکھی گئی کتب بھی اس سے خالی ہیں تو یہ ایک نایاب چلہ ہے۔

(۵) یہ چلہ کس حال میں ہے، کوئی علم نہیں، ذمہ دار حضرات کو اس چلے کا جائزہ لینا چاہیے۔

اس چلّے کے بابت جناب عتیق اللہ مجددی ایک بہت حیران کن بات رقم کرتے ہیں:

''نیچے سے قلعے کی چڑھائی دیکھ کر حوصلے پست ہو جاتے ہیں کہ اتنی اونچائی پر چڑھنا دشوار ہوگا۔ قلعے کے راستے کی بھول بھلیاں دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے''

(آثار برہان پور، ص:۵۹)

اس فزیکل جغرافیہ سے اندازہ لگائیں کہ سرکار قطب المدار قدس سرہ نے جہد و ریاضت کے لیے کس قدر شاق اور دشوار مکانات کو اختیار فرمایا کہ جہاں کا راستہ خار دار ہو، جہاں پہنچنا جوئے شیر لانے کے مانند ہو، اسے آپ نے اپنے رب کی عبادت کے لیے اختیار فرمایا۔ واہ رے مرتاض وزاہد۔

اس سے پہلے بھی فقیر چلوں کی عظمت اور سرکار قطب المدار قدس سرہ کے چلوں کی ضو پاشیوں پر ایک مضمون زیب قرطاس کر چکا ہے جسے حضرت علامہ و مولانا سید مقتدا حسین جعفری مداری صاحب قبلہ مدظلہ نے اپنے اداریہ رہبر نور میں شائع بھی کیا تو یاں اس جانب لکھنے کی حاجت نہیں، وہاں رجوع فرمائیں۔

ایک ملفوظ سے متعلق ضروری ازالہ:

اگر چہ یہ حقیقت ہے کہ سلسلہ مداریہ کے ناسخین کو جواب دینے میں مجھے رغبت نہیں چوں کہ یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی آفتاب کی شعاوں کو دیکھ کر کہے کہ اندھیرا ہو رہا ہے تو اس میں سورج کی کیا غلطی! چشم کوری لے ڈوبی۔

اجمالا عرض یہ ہے کہ محققین مداریت کا دعویٰ ہے کہ سبع سنابل کے علاوہ کسی کتاب میں سلسلہ مداریہ کے سوخت کا ذکر نہیں اور سبع سنابل بھی محرف و ملحق ہے، اور یہ دعوی زیادہ قوی بھی ہے۔ دنیا بھر میں سبع سنابل کے ۲۵ سے زائد قلمی نسخے موجود ہیں، دریافت کرنے پر اس راز سے مزید پردہ عیاں ہو سکتا ہے۔ خیر، اس کے جواب میں چند لوگ، ملفوظات شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ اس میں بھی سوختن والی عبارت کا ذکر ہے۔ راقم السطور نے جب اس پر تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ تو خلافۃً خود مداری النسبت ہیں، اور ان کے والد اپنی کتاب ہمعات اور مکتوبات میں اس کا بانگ دہل اعلان کر رہے ہیں تو بھلا ایک مداری فیض یافتہ شخص ایسے کیسے لکھ سکتا ہے۔ نتیجۃً مزید جستجو پر انکشاف ہوا کہ شاہ صاحب کے ملفوظات الحاقات کے شکار ہیں یا بر قول بعض جعلی ہیں۔ چناں چہ محقق محمود احمد برکاتی لکھتے ہیں:

''مولوی سید احمد ولی اللہ نے شاہ عبد العزیز کے ملفوظات مطبوعہ میرٹھ کو جعلی بتایا ہے (انفاس العارفین)۔ ہماری ناقص رائے میں مولوی سید احمد کی یہ رائے کلیۃً تو صحیح نہیں ہے۔ ملفوظات شاہ صاحب کے ہی ہیں مگر ان میں الحاق ضرور ہوا ہے اور بعض فحش اشعار اور فحش واقعات درج کر دیے گئے ہیں''

(شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، ص:۵۷)

پروفیسر ایوب قادری رحمۃ اللہ علیہ ملفوظات کو جعلی کتب میں شامل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اور وہ جعلی مصنوعی رسائل یہ ہیں: ''تحفۃ الموحدین، بلاغ المبین ـــــ۔ ملفوظات میرٹھ منسوب بر طرف حضرت مولانا شاہ عبد العزیز المشتہر سید ظہیر الدین احمد مالک مطبع احمدی دوکان اسلامیہ دہلی''

(شمارہ الرحیم حیدر آباد، ص:۲۳-۲۲، جون ۶۴ء)

اور یہ امر یقینی ہے کہ جب شاہ صاحب کی طرف لوگ جعلی کتابیں منسوب کر سکتے ہیں تو ملفوظات میں کیسی کیسی کارستانیاں کی گئی ہوں گی؛ کسی سے نہاں نہیں۔ جب کہ یہ سلسلہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ سے ہی شروع ہو گیا تھا۔

لہٰذا اس ماخذ کو بطور دلیل پیش کرنا حماقت پر مبنی ہوگا چہ جائے کہ مستند کہا جائے۔

QUARTERLY URDU
RAHBARE NOOR
MAKANPUR SHARIF, KANPUR
R.N.I.No. UPURD/054331/1347785/2019
L-POST REGISTRATION
"RAHBARE NOOR" K.P.(M.) /007/2021-23
MAKANPUR SHARIF, KANPUR, INDIA PINCODE-209202

گزشتہ آٹھ برس کی مضبوط ریسرچ اور تحقیق ہینیت اور خانقاہی نظام زندگی کا شاہکار، اہل تصوف اور اکابر اولیائے کرام کی انوکھی تاریخ جو آپ کو معلومات کے نیئے خزانے عطا کردے گی۔

ہم لا رہے ہیں ایک ایسی تاریخی دستاویز جو صدیوں تک اہل علم و دانش کیلئے مشعل راہ بن کر زندہ رہے گی۔

تاریخ مکن پور شریف
اور
مشائخ سلسلہ عالیہ مداریہ

596
دیدہ زیب صفحات
20x30
08
کا عمدہ سائز

قیمت 838 روپے رنگین اور مضبوط جلد کے ساتھ

242
تحقیقی و تاریخی مضامین

CHIEF EDITOR
ABUL MASHRAB
SYED MUQTIDA HUSAIN JAFRI
H.O.: P.O. Makanpur Sharif, Kanpur Nagar, India- 209202
Please Contact us: 995667119, 8737967832
6394344966, 9760422993, 8840701867

AL-MADAR OFFSET
M.8795601301